لوسک ملوسک
اور آسمانی قلعہ

ناشران ــــــ اشرف قریشی
ــــــ یوسف قریشی
پرنٹر ــــــ محمد یونس
طابع ــــــ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ــــــ ۷/- روپے

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو جلاد بادشاہ کا خاتمہ کرنے اور شہزادہ آنو شان کو بادشاہ بنوانے کے بعد کافی دنوں تک شاہی مہمان رہے اور پورے جزیرے میں منائے جانے والے جشن کا تماشہ دیکھتے رہے۔

پھر ایک روز انہوں نے بادشاہ آنو شان سے واپسی کی اجازت مانگی تو بادشاہ نے کچھ دن اور ٹھہرنے پر اصرار کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ چونکہ یہ جزیرہ ایسی جگہ پر واقع ہے جہاں سے مہذب دُنیا بہت دُور ہے اور اُن کا ہیلی کاپٹر بھی غرق[1] ہو چکا

[1] اس کے لیے انتہائی دلچسپ ناول "چلوسک ملوسک اور جلاد بادشاہ" پڑھیے

ہے۔ اِس لیئے وُہ ان کے لیئے خصوصی طور پر مضبوط قسم کی کشتی تیار کروا رہا ہے۔ تاکہ وہ مہذب دُنیا تک پہنچ سکیں۔

اس بات پر چلوسک ملوسک کچھ دن اور ٹھہرنے پر رضامند ہو گئے۔

تقریباً ایک ہفتے بعد بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ کشتی تیار ہو چکی ہے اور کشتی میں تقریباً ایک ماہ کے لیے کھانے پینے کا سامان اور پانی بھی رکھ دیا گیا ہے۔

چنانچہ چلوسک ملوسک نے بادشاہ سے اجازت لی اور ان کے بے حد اصرار پر آخر کار بادشاہ کو مجبوراً اجازت دینی پڑی۔

پھر ایک روز صبح ہی صبح بادشاہ آتو شان اور وزیرِاعظم زرگورا اپنے درباریوں سمیت انہیں جزیرے کے کنارے پر چھوڑنے کے لیے آئے۔ جہاں اُن کے لیے تیار کردہ کشتی موجود تھی۔

کشتی واقعی بہت بڑی اور بے حد مضبوط بنائی گئی تھی۔ اس کے ایک کونے میں دو چھوٹے چھوٹے کمرے بنائے گئے تھے۔ جن میں سے ایک میں

کھانے پینے کا سامان اور پانی کا ذخیرہ جمع تھا۔ جبکہ دوسرا کمرہ اُن کے بیٹھنے اور سونے کے لیے بنایا گیا تھا۔

اِس کمرے میں خوبصورت قالین بچھایا گیا تھا۔ اور اُسے بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

کشتی کا باقی حِصہ خالی تھا۔ چار بڑے بڑے چپو بھی کشتی میں موجود تھے تاکہ انہیں کشتی چلانے میں کسی دِقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

بادشاہ اور وزیرِاعظم سے گلے مل کر چلوسک ملوسک اور ڈمبالو کشتی میں سوار ہو گئے اور بادشاہ کے اشارہ پر کشتی کے ساتھ بندھی ہوئی وُہ رسی جس سے کشتی کو ایک بڑے درخت کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ کاٹ دیا گیا اور کشتی پانی میں ہلکورے لینے لگی۔

ڈمبالو نے کشتی کے درمیان میں بیٹھ کر دونوں چپو سنبھال لیے۔

اور پھر اس کے طاقتور بازو جیسے ہی حرکت میں آئے۔ کشتی انتہائی تیزرفتاری سے پانی میں تیرنے لگی۔

چلوسک ملوسک کشتی میں کھڑے اس وقت تک

جزیرے پر موجود بادشاہ و وزیراعظم اور درباریوں کو دیکھ کر ہاتھ ہلاتے رہے۔ جب تک وہ نظر آتے رہے۔
جب وہ نظر آنے بند ہو گئے تو وہ دونوں پلٹے اور کشتی کے کنارے پر آ کر بیٹھ گئے، اور سمندر کا نظارہ کرنے لگے۔

ڈمبالو بڑے اطمینان سے چپو چلا رہا تھا۔ اور اس کے بازوؤں کی طاقت سے چلوسک ملوسک کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کشتی پانی کی سطح پر اڑتی چلی جا رہی ہو۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی۔
"ڈمبالو جب تم تھک جاؤ تو ہمیں بتا دینا پھر ہم چپو چلائیں گے"۔
چلوسک نے ڈمبالو سے مخاطب ہو کر کہا۔
"میں اور تھک جاؤں۔ میں ساری عمر بھی اس طرح چپو چلا کر نہیں تھک سکتا۔ میرا نام ڈمبالو ہے ڈمبالو"۔
ڈمبالو نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔
اچھا چلو دیکھ لیں گے کہ ڈمبالو کتنا طاقتور ہے۔
چلوسک نے اُسے اور چڑھاتے ہوئے کہا اور ملوسک بے اختیار ہنس پڑا۔

اسے معلوم تھا کہ اب ڈمبالو تھک جانے کے باوجود بھی اسی طرح چپو چلاتا رہے گا
ملوسک اب مسئلہ یہ ہے کہ آخر ہم کہاں جا رہے ہیں، نہ ہی ہمارے پاس کوئی نقشہ ہے۔ نہ ہی قطب نما جس کی مدد سے ہم راستہ معلوم کر سکیں اور نہ ہی ہمیں کوئی راستہ معلوم ہے۔
چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہو کہا۔
اب میں کیا بتا سکتا ہوں کہیں نہ کہیں تو آخر پہنچ جائیں گے۔
ملوسک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
ہاں تمہاری بات بھی درست ہے۔
چلوسک نے جواب دیا اور ایک بار پھر وہ دونوں سمندر کے نظارے میں مصروف ہو گئے۔
انہیں جزیرے سے چلے ہوئے تقریباً دو گھنٹوں سے زیادہ گزر گئے تھے کہ اچانک آسمان پر سیاہ رنگ کے بادل اکٹھا ہونے شروع ہو گئے۔
"میرا خیال ہے بارش اور طوفان آنے والا ہے"۔
ملوسک نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔
ہاں مجھے لگتا تو ایسا ہی ہے۔

چلوسک نے جواب دیا۔ گو ان گہرے بادلوں کو
دیکھ کر وُہ بھی دل ہی دل میں پریشان ہو رہا تھا
لیکن وہ اپنی پریشانی ملوسک پر ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ
ملوسک بہرحال ابھی چھوٹا تھا وہ بہت زیادہ گھبرا جاتا۔
بادل تیزی سے اکٹھے ہوتے چلے گئے اور پھر
تھوڑی دیر بعد تیز بارش شروع ہو گئی۔
ڈمبالو چپو چلانا بند کر دو۔ سمندر میں طوفان آنے والا
ہے۔ کمرے میں آ جاؤ۔
چلوسک نے تیز لہجے میں ڈمبالو سے مخاطب ہو کر کہا
"نہیں ڈمبالو طوفان سے نہیں ڈرتا"۔
ڈمبالو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔
ڈمبالو طوفان میں چپو چلانے سے کشتی الٹ جائے
گی اور ہم سب سمندر میں غرق ہو جائیں گے۔ اس
لیے کہہ رہا ہوں۔
چلوسک نے کہا۔
"اچھا یہ بات ہے تو ٹھیک ہے"۔
ڈمبالو چلوسک کی بات سُن کر سر ہلاتا ہُوا اُٹھ
کھڑا ہوا۔
اور پھر وہ سب بھاگتے ہوئے کمرے میں آ گئے

کمرے میں لگی ہوئی کھڑکیوں سے وہ بارش کا نظارہ
کرتے رہے۔
بارش لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی چلی گئی اور پھر انہیں
یوں محسوس ہونے لگا جیسے آسمان سے پانی کی
چادریں نیچے گرنے لگی ہوں
لیکن ابھی چونکہ سمندر کی سطح ساکن تھی اس لیے
کشتی بڑے آرام سے چل رہی تھی
"چلوسک کشتی میں پانی بھر گیا تو پھر کشتی ڈوب جائے
گی"۔ اچانک ملوسک نے کہا۔
ارے ہاں، اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔
چلوسک بھی پریشان ہو کر اٹھ کھڑا ہُوا۔
"آپ دونوں بیٹھیں میں پانی نکالتا ہُوں"۔
ڈمبالو نے کہا۔
اور پھر وُہ اٹھ کر باہر نکل گیا۔ اس نے ساتھ والے
کمرے سے بالٹی نکالی اور پھر کشتی میں بھرا ہُوا پانی
بالٹی میں بھر بھر کر واپس سمندر میں ڈالنے لگا۔ اس
کے ہاتھ اتنی تیزی سے چل رہے تھے کہ تھوڑی دیر
بعد وہ کشتی میں بھرا ہوا پانی باہر پھینکنے میں کامیاب
ہو گیا۔

اب بارش کا پانی دوبارہ آہستہ آہستہ جمع ہونے لگا
لیکن چند لمحوں بعد بارش یکلخت ختم ہو گئی اور
اس کے ساتھ ہی تیز ہوا کے جھکڑ چلنے لگے اور کشتی
تیزی سے ڈولنے لگی۔

ہوا تیز ہوتی چلی گئی۔ اور پھر پانی میں بڑی بڑی لہریں
اٹھنے لگیں۔

ان لہروں میں اتنا زور پیدا ہو گیا کہ ان کے لیے
کشتی میں بیٹھنا مشکل ہو گیا۔

ڈمبالو بھی اندر آ گیا۔ اس کے بعد تو وہ طوفان اُٹھا
کہ چلوسک طوسک کے دل دہل گئے۔ کشتی یوں پانی
پر اُٹھ اُٹھ کر نیچے گرتی کہ یوں محسوس ہوتا جیسے ابھی
اس کی ایک ایک لکڑی ٹوٹ کر بکھر جائے گی۔ لیکن
کشتی واقعی بے حد مضبوط بنائی گئی تھی۔ اس لیے وہ
اس قدر طوفان کو سہارتی چلی آ رہی تھی۔

طوفان کا زور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

اور اب تو وہ ایک دوسرے کو پکڑ کر فرش پر
لیٹ گئے تھے۔ لیکن انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے
انہیں چھاج میں رکھے ہوئے دانوں کی طرح پھٹکا
جا رہا ہو۔ وہ کبھی لڑھکتے ہوئے کمرے کے ایک کونے

سے جا ٹکراتے اور کبھی دوسری طرف۔ ان کی ہڈیاں
دُکھنے لگی تھیں۔ دل الٹ پلٹ ہو رہے تھے اور
دماغ چکرانے لگے تھے۔

انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وُہ کشتی سمیت
کسی بھی لمحے سمندر کی تہہ میں پہنچ جائیں گے۔

پھر آہستہ آہستہ طوفان کا زور ٹوٹتا چلا گیا۔ اور کشتی
کے ہلارے بھی کم ہونے لگے۔ تھوڑی دیر بعد کشتی ساکت
ہو گئی اور وہ سب کراہتے ہوئے فرش سے اُٹھ
کھڑے ہوئے۔

خدا کی پناہ!

"اس خوفناک طوفان سے نہ جانے ہم کیسے بچ
گئے ہیں"۔

طوسک نے کراہتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ سب کمرے سے نکل کر باہر آ گئے

اب آسمان صاف ہوتا چلا جا رہا تھا اور تیز روشنی
ہر طرف پھیل رہی تھی۔

ڈمبالو تو باہر آتے ہی کشتی میں بھرا ہوا پانی پنجوں
کی مدد سے باہر نکالنے میں مصروف ہو گیا

ارے وہ دیکھو زمین کا کنارہ۔

اچانک ملوسک نے چیختے ہوئے کہا اور چلوسک اور
ڈمبالو چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے ۔

"ارے ہاں ! واقعی خدا کا شکر ہے ۔ زمین تو نظر
آئی ۔ ورنہ ایسے دو چار طوفان اور آ جاتے تو کشتی کے
ساتھ ہمارا بھی کچومر نکل جاتا"۔

چلوسک نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا
چونکہ کشتی اس کے مخالف سمت میں بہہ رہی تھی
اس لیے ڈمبالو نے فوراً چپو سنبھالے ، اور پھر اس نے کشتی
کو تیزی سے کنارے کی طرف بڑھانا شروع کر دیا ۔

کشتی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور کنارہ لمحہ بہ
لمحہ صاف دکھائی دینے لگا

"ارے اس پر تو بہت بڑا محل ہے ۔ شاہی محل"۔

چلوسک نے اچانک چیختے ہوئے کہا ۔

"ہاں ! واقعی یہ تو اتنا بڑا محل ہے کہ ہر طرف محل ہی
محل نظر آ رہا ہے"

چلوسک نے کہا ۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد محل کی وسیع اور مضبوط عمارت
صاف نظر آنے لگی ۔

محل واقعی بہت بڑا اور بے حد مضبوط تھا ۔ اس کی

دیواریں قلعہ نما تھیں اور اتنی اونچی تھیں کہ یوں لگتا تھا جیسے
آسمان سے لگی ہوئی ہوں ۔

یہ محل نہیں ہے بلکہ کوئی قلعہ ہے ۔ اس کے اندر آبادی
ہوگی ۔

چلوسک نے محل کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

اور کشتی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی ہوئی کنارے کے ساتھ
جا کر لگ گئی ۔

کنارے کے قریب بے شمار گھنے درخت تھے جو ایک
قطار کی صورت میں کنارے کے ساتھ ساتھ جہاں تک نظر
جاتی تھی چلے گئے تھے ۔ جب کہ اس کے بعد محل تک کوئی
درخت نظر نہ آ رہا تھا ۔

قلعے پر باقاعدہ بارہ دریاں اور برجیاں بنی ہوئی تھیں
لیکن کہیں بھی کوئی دروازہ نظر نہ آ رہا تھا ۔

جیسے ہی کشتی کنارے سے لگی ۔ ڈمبالو تیزی سے نیچے
اترا ، اور اس نے رسی کی مدد سے کشتی کو ایک درخت سے
باندھ دیا ۔

"اب ذرا اس قلعے کی بھی سیر کر لیں"۔

چلوسک نے نیچے اترتے ہوئے کہا ۔

اور پھر چلوسک ملوسک اور ڈمبالو تینوں قلعے کی طرف

بڑھتے چلے گئے۔

وہ قلعے کی دیواروں کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ وہ ایک بہت بڑا جزیرہ تھا۔ کیونکہ اس کے چاروں طرف سمندر تھا اور پورے جزیرے پر وُہ قلعہ ہی پھیلا ہُوا تھا۔ عظیم الشان قلعہ جس کی دیواریں آسمان جیسی بلند نظر آتی تھی۔ انہیں پورا جزیرہ گھومنے میں دو گھنٹے لگ گئے۔ اور دو گھنٹے بعد وُہ واپس اس جگہ پہنچے۔ جہاں انہوں نے کشتی درخت سے باندھی تھی۔ لیکن وُہ سب یہ دیکھ کر حیرت سے چیخ پڑے کہ کشتی غائب تھی البتہ وُہ رسی ابھی تک درخت کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا۔ جیسے رسی کو کشتی کے ساتھ سے کھول دیا گیا ہو۔

"یہ کس کی حرکت ہے"؟

چلوسک نے چیخ کر کہا۔

"ارے یہ کشتی تو اس قلعے میں لے جائی گئی ہے"۔

اچانک ملوسک نے زمین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر جب چلوسک نے غور کیا تو واقعی کسی چیز کے گھسیٹنے کے آثار کنارے سے لے کر قلعے کی دیوار تک جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ لیکن دیوار کے قریب پہنچ کر وہ نشانات اچانک ختم ہو گئے۔

یہ تو کوئی جناتی قلعہ لگتا ہے۔ پورے قلعے کی دیوار

میں کہیں کوئی دروازہ نہیں ہے اور پھر ہماری عدم موجودگی میں ہماری کشتی بھی گھسیٹ کر اس دیوار تک لائی گئی ہے اور پھر غائب۔

ملوسک نے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

گھبراؤ نہیں جن بڑے طاقتور ہوتے ہیں۔ وہ کشتی کو اٹھا کر بھی لے جا سکتے تھے۔ کشتی کو گھسیٹ کر لے جایا گیا ہے۔ اس لیے ظاہر ہے یہ انسانوں کا ہی کام ہے۔ اور جہاں تک قلعے کی دیوار میں دروازہ نہ ہونے کا تعلق ہے۔ تو کوئی خفیہ دروازہ بھی ہو سکتا ہے۔

چلوسک نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے ڈمبالو سے مخاطب ہو کر کہا کہ وُہ درخت سے رسی کھول کر ساتھ لے لے۔

ڈمبالو نے حکم کی تعمیل کی اور اس نے رسی کھول کر اس کا گچھا بنایا اور اُسے ہاتھ میں لے لیا۔ رسی بہت بڑی تھی، اس لئے اس کا بڑا سا گچھا بن گیا تھا۔ دراصل اس کو درمیان سے کشتی سے باندھا گیا تھا۔ اس لئے رسی کھلنے کے بعد سمندر میں گر گئی اور کشتی لے جانے والوں کو اس کی لمبائی کا احساس نہ ہو سکا۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ وہ اسے بھی اپنے ہمراہ لے جاتے۔

رسیاں بن سکیں"۔

چلوسک نے ڈمبالو سے کہا۔

اور ڈمبالو نے اس کے سرے آپس میں ملائے

اور پھر انہیں پوری طرح ماپ کر اس نے درمیان میں

سے رسی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زور سے جھٹکا مارا

اور مضبوط رسی کسی کچے دھاگے کی طرح ٹوٹتی چلی گئی

اب دو رسیاں بن گئی تھیں۔ چلوسک نے بڑی مہارت

سے درخت کی دو مضبوط شاخیں توڑیں اور پھر ایک ایک

شاخ ایک ایک رسی کے سرے سے مضبوطی سے باندھ دی۔

"اسے اوپر پھینکو"۔

چلوسک نے ڈمبالو سے کہا۔

اور ڈمبالو نے رسی کو گھما کر زور سے اوپر پھینکا تو شاخ

دیوار کے دو کنگروں کے درمیان پھنس گئی۔ پھر اس نے

دوسری رسی کو بھی اسی طرح پھینکا اور دوسری رسی بھی

کنگروں کے درمیان پھنس گئی۔

"چلو ملوسک تم ایک رسی پکڑو اور اوپر چڑھو۔ دوسری

کے ذریعے میں اوپر چڑھتا ہوں۔ اوپر جا کر ہم دونوں

رسیاں اکٹھی پھنسا دیں گے۔ تب ڈمبالو اوپر آئے۔ ورنہ

ایک رسی اس کا وزن سہار نہ سکے گی"۔

چلوسک نے کہا۔

اور پھر وہ دونوں رسیوں کے سرے پکڑ کر تیزی

سے اوپر چڑھنے لگے۔

ڈمبالو دیوار کے قریب کھڑا انہیں اوپر جاتے دیکھ

رہا تھا۔ ابھی وہ دونوں دیوار کے قریب پہنچے تھے

کہ اچانک دیوار درمیان سے پھٹی۔ ایک بہت بڑے

ہاتھ نے دیوار سے نکل کر ڈمبالو کو زور دار دھکا دیا

اور ڈمبالو اس اچانک دھکے سے لڑکھڑاتا ہوا تین چار

قدم دور جا کھڑا ہوا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ

نکل گئی۔ اور اوپر چڑھتے ہوئے چلوسک ملوسک

نے حیرت بھرے انداز میں نیچے دیکھا۔ ہاتھ ابھی تک

دیوار سے نظر آ رہا تھا۔

"یہ کیا ہے کس کا ہاتھ ہے"۔

چلوسک نے چیختے ہوئے کہا۔

اتنی دیر میں ڈمبالو تیزی سے اس ہاتھ کی طرف

لپکا۔ مگر جیسے ہی وہ دیوار کے قریب آیا۔ دیوار

یک لخت برابر ہو گئی۔ اور ڈمبالو نے بڑی مشکل سے

اپنے آپ کو دیوار سے ٹکرانے سے بچایا اور اس

نے دونوں ہاتھ دیوار سے ٹیک دیے۔

مگر دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چیخ پڑا
کیونکہ اس کے دونوں ہاتھ یوں دیوار کے اندر
گھستے چلے گئے۔ جیسے دیوار مکھن کی بنی ہوئی ہو۔
ڈمبالو نے تیزی سے دونوں ہاتھ کھینچنے چاہیے
اب اس کے ہاتھ دیوار کے اندر اس بُری طرح
پھنسے ہُوئے تھے کہ پوری طاقت لگانے کے باوجود
وہ اپنے ہاتھ واپس نہ کھینچ سکا۔

اور پھر اس نے غصے میں آ کر دونوں پیر
پوری قوت سے دیوار سے ٹکرائے۔ اور دوسرے
لمحے وُہ دیوار کے اندر یوں غائب ہو گیا جیسے دیوار
نے اسے اپنے اندر کھینچ لیا ہو۔ دیوار پلک جھپکنے میں
دوبارہ برابر ہو گئی تھی۔ اور ڈمبالو غائب ہو چکا تھا

چلوسک طوسک اوپر رسیوں سے لٹکے ہوئے یہ
حیرت انگیز تماشہ دیکھ رہے تھے۔ جب ڈمبالو دیوار
میں غائب ہو گیا تو چلوسک نے چیخ کر طوسک کو
اوپر چڑھنے کے لیے کہا اور وہ دونوں تیزی سے اوپر
چڑھتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد وُہ دونوں دیوار کے کنگروں پر
چڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن پھر اس سے پہلے

کہ وہ سنبھلتے۔ ان کے قدم کنگروں سے اٹھ گئے۔ انہیں
یوں محسوس ہوا جیسے ان دیکھے ہاتھوں نے انہیں
اندر کی طرف کھینچ لیا ہو۔ اور وُہ دونوں قلابازیاں کھاتے
ہوئے بے انتہا بلندی سے نیچے گرتے چلے گئے۔ ان
دونوں کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ اور
انہیں اپنی موت واضح طور پر دکھائی دینے لگی۔ نیچے
کی زمین انتہائی تیزی سے نزدیک آتی چلی جا رہی تھی
اور اسی رفتار سے ان کے ذہنوں پر اندھیرے چھاتے
چلے جا رہے تھے۔ اور پھر ابھی وُہ زمین تک نہ
پہنچے تھے کہ وہ دونوں بیہوش ہو گئے۔ اور یہ بات
تو بہرحال ظاہر تھی کہ اتنی بلندی سے نیچے گرنے
کے بعد ان کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہ سکتی تھی

ایک بہت بڑے کمرے کے درمیان ایک بہت بڑے اور مضبوط تخت کے اوپر ایک عورت لیٹی ہوئی تھی۔ اس عورت کا قد دس فٹ سے بھی زیادہ تھا اور قد کی طرح اس کا جسم بھی اتنا چوڑا تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے وہ قد کے لحاظ سے اونٹنی سے بھی بڑی ہو اور جسامت کے لحاظ سے دو ہتھنیاں بھی مل کر اس جیسی جسامت کی مالک نہ ہو۔

وہ قدو قامت کے لحاظ سے بڑے سے بڑے دیو سے بھی بڑی تھی۔ وہ تخت پر گاؤ تکیے پر

سر رکھے سو رہی تھی۔ اور اس کے خراٹوں کی آواز سے بڑا کمرہ اس طرح گونج رہا تھا جیسے سائرن بج رہے ہوں۔

کمرے کے اندر دروازے کے ساتھ دو آدمی جو قدو قامت میں دیو جیسے تھے۔ ہاتھوں میں تلواریں لیے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک دیوہیکل آدمی اندر داخل ہوا۔ اور دونوں دربان اُسے دیکھتے ہی ادب سے جھک گئے۔

آنے والے کے سر پر قیمتی پتھروں کا بڑا سا تاج رکھا تھا۔ اور اس کی بڑی بڑی مونچھیں ہونٹوں کے کناروں سے کافی نیچے تک لٹک رہی تھیں۔

"شہزادی زر تارم اُٹھو، شہزادی زر تارم اُٹھو"۔ تاج والے نے آگے بڑھ کر تخت پر سوئی ہوئی ہاتھی جیسی عورت کو جھنجھوڑ کر جگاتے ہوئے کہا۔ اور اس عورت کے جسے شہزادی زر تارم کہہ کر پکارا جا رہا تھا۔ خراٹوں میں تیزی سے کمی آنا شروع ہو گئی۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ
کر بیٹھ گئی۔ اس کے بڑے سے خوفناک چہرے
پر غصے کے آثار تھے۔ مگر جیسے ہی اس کی نظریں
سامنے کھڑے ہوئے تاج والے پر پڑیں وہ بوکھلا
کر تخت سے اُتری اور تاج والے کے سامنے
جھک گئی۔

اے شہنشاہِ جنات!

"شہزادی حضور کی خدمت میں آداب بجا لاتی ہے"
شہزادی زرتارم نے بڑے مؤدبانہ لیکن گونج دار
آواز میں کہا۔

"شہزادی کا سلام قبول کیا جاتا ہے۔ ہم خود
یہاں اس لیے تشریف لائے ہیں۔ کہ ہم شہزادی
کو ایک عجیب و غریب چیز دکھانا چاہتے ہیں"۔
شہنشاہِ جنات نے کہا۔

اور شہزادی خوشی سے اُچھل کر سیدھی ہو گئی
وہ شہنشاہ کے قد سے بھی چار فٹ اونچی تھی۔

"وہ کیا چیز ہے شہنشاہِ جنات جسے آپ عجیب
غریب کہہ رہے ہیں"
اس نتھنی نما شہزادی نے بچوں کی طرح اشتیاق آمیز

لہجے میں پوچھا۔

شہزادی تم ہمیشہ ہم سے ——— کہتی رہتی تھیں
کہ تم آدم زادوں کو دیکھنے کے لیے ان کی دنیا
میں جانا چاہتی ہو لیکن ہم تمہیں روک دیتے تھے
کیونکہ آدم زاد بے حد چالاک، عیار اور خوفناک ہوتے
ہیں اور تم بے حد بھولی بھالی سی لڑکی ہو۔ اس
لیے ہمیں خطرہ رہتا تھا کہ کہیں تم وہاں جا کر
آدم زادوں کی عیاری میں نہ پھنس جاؤ۔ لیکن آج
آدم زاد خود چل کر ہماری دنیا میں آ پہنچے ہیں،
شہنشاہِ جنات نے کہا۔

"آدم زاد اور یہاں ارے واہ مزہ آ گیا"
دیو قامت شہزادی نے بچوں کی طرح تالیاں
بجا بجا کر اچھلنا شروع کر دیا اور اس کے
اچھلنے سے فرش سے دھپ دھپ کی آوازیں
آنی شروع ہو گئیں۔ جیسے سینکڑوں ڈھول اکٹھے
بج رہے ہوں۔

"آؤ، میرے ساتھ"
شہنشاہ نے کہا۔ اور شہزادی اس کے پیچھے
جھومتی ہوئی چلنے لگی۔

کمرے سے نکل کر وہ ایک بڑے برآمدے میں
آئے جہاں بے شمار جن ہاتھوں میں تلواریں اٹھائے
پہرہ دینے میں مصروف تھے۔
شہنشاہ اور شہزادی کو دیکھ کر وہ سب ادب سے
جھک گئے۔ شہنشاہ برآمدے سے گزر کر اس کے
کونے میں بنی ہوئی بڑی بڑی سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا
اور شہزادی بھی اس کے پیچھے تھی۔
تقریباً سو سیڑھیاں چڑھنے کے بعد وہ محل کی
چھت پر پہنچ گئے۔ اور پھر چھت سے ہوتے
ہوئے وہ دیوار کے ساتھ بنی ہوئی بارہ دری
میں پہنچے اور یہاں موجود بڑی بڑی کرسیوں
پر بیٹھ گئے۔
اب وہ دور تک سمندر میں دیکھ سکتے تھے۔
"وہ دیکھو ان آدم زادوں کی کشتی"۔
شہنشاہ نے سمندر کے تقریباً درمیان میں ایک چھوٹے
سے دھبے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"مگر آدم زاد کہاں ہیں۔ مجھے تو نظر نہیں
آ رہے"۔
شہزادی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی وہ دور ہیں۔ جب یہ نزدیک آ جائیں گے
تو پھر نظر آنے لگ جائیں گے"۔
شہنشاہ جنات نے جواب دیا اور شہزادی خاموش
ہو کر اس دھبے کو دیکھنے لگی۔ جو اب تیزی سے
بڑا ہوتا چلا جا رہا تھا۔
پھر آہستہ آہستہ وہ کشتی نظر آنے لگی۔ اور جب
اس کی نظریں کشتی کے درمیان بیٹھے چپو چلاتے ہوئے
ڈمبالو پر پڑیں تو وہ چونک پڑی۔
"ابا حضور! یہ آدم زاد بھی ہماری طرح بڑے
قدو قامت کے ہوتے ہیں۔ آپ تو کہتے تھے
کہ وہ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔
شہزادی کے لہجے میں حیرت تھی۔
ارے یہ جو درمیان میں بیٹھا ہے یہ اصل آدم زاد
نہیں ہے یہ تو مجھے کوئی دیو لگتا ہے۔ آدم زاد تو وہ
ہیں جو کشتی کے قریب کھڑے ہیں۔
شہنشاہ نے کہا۔
"ارے یہ آدم زاد ہیں۔ میں سمجھی مرغی کے
بچے ہیں"۔
شہزادی نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ آدم زاد ہیں مگر یہ ابھی نوجوان ہیں۔"
شہنشاہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

چونکہ اب کشتی کافی نزدیک آ چکی تھی۔ اس لیے اب کشتی کے کنارے کھڑے چلوسک ملوسک شہزادی کو صاف نظر آنے لگ گئے تھے۔

ارے یہ تو بہت پیارے سے بچے ہیں۔ خوبصورت سے۔ مگر انہوں نے لباس کیسا پہن رکھا ہے۔ عجیب اوٹ پٹانگ سا۔
شہزادی نے کہا۔

"آدم زاد اس قسم کا لباس پہنتے ہیں۔"
شہنشاہ نے جواب دیا۔

اور پھر وہ دونوں خاموش بیٹھ کر کشتی کو کنارے سے لگتے دیکھتے رہے۔ اس دیو نے کشتی کو رسی سے باندھا اور پھر وہ سب نیچے اُتر آئے۔

یہ اب کہاں جائیں گے ابّا حضور!
شہزادی نے پوچھا۔

جانا کہاں ہے۔ گھوم پھر کر واپس چلے جائیں گے۔ قلعہ توڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ اس کا کوئی دروازہ

بھی نہیں ہے۔"
شہنشاہ نے جواب دیا۔

"ارے نہیں ابا جان! میں انہیں ابھی نہیں جانے دوں گی۔ میں ان سے کھیلوں گی۔"
شہزادی نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"شہزادی تمہیں معلوم ہے کہ جناتی قانون کے مطابق ہم کسی آدم زاد کو قلعے کے اندر نہیں بلا سکتے۔ ہاں! اگر کوئی خود کسی طرح اندر آ جائے تو اور بات ہے۔" اور قلعے کی دیواریں اتنی اونچی ہیں کہ یہ زندگی بھر بھی کوشش کریں تو اندر نہیں آ سکتے۔"

شہنشاہِ جنات نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ادھر آدم زاد اور وہ دیو اب دیوار کے ساتھ چلتے ہوئے قلعے کی دوسری طرف نکل گئے۔ جب کہ ان کی کشتی ابھی تک وہیں کنارے پر درخت سے بندھی کھڑی تھی۔

نہیں ابا جان! میں ان سے کھیلوں گی۔ آپ ایسا کریں کہ ان کی کشتی غائب کر دیں تاکہ یہ واپس نہ جا سکیں۔ پھر یہ یہاں رہنے پر مجبور

ہو جائیں گے"۔
شہزادی نے شہنشاہ کے گلے میں اپنی بڑی بڑی اور موٹی موٹی باہیں ڈالتے ہوئے بڑے فخر سے کہا۔
اچھا، اچھا۔
بادشاہ نے اس کے بھاری بازو پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔
دوسرے لمحے دو قوی ہیکل جن ان کے سامنے پہنچ گئے۔ ان دونوں کی شکل و صورت تو انسانوں جیسی تھی۔ لیکن قد و قامت دیوؤں جیسا تھا۔
البتہ دیوؤں اور ان میں یہ فرق تھا کہ ان کے سینگ نہ تھے۔ اور انسانوں اور ان میں یہ فرق تھا کہ ان کی آنکھوں کی پتلیاں لمبی تھیں۔ جب کہ انسانوں کی آنکھوں کی پتلیاں گول ہوتی ہیں۔ اور دوسری یہ بھی تھی کہ ان میں سے کسی کے ہاتھ میں بھی انگوٹھے نہ تھے۔ بس چار چار انگلیاں تھیں۔
"جاؤ جا کر اس کشتی کو رسی سے کھول کر گھسیٹتے ہوئے قلعے کی دیوار تک لے آؤ اور پھر اسے اندر لے آؤ"۔
شہنشاہ نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور دونوں جن سر ہلاتے ہوئے واپس چلے گئے۔
چند لمحوں بعد شہزادی نے ان دونوں جنوں کو دیوار سے نکل کر سمندر کے کنارے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔
ان میں سے ایک نے تیزی سے رسی کھولی اور سمندر میں پھینک دی۔ اب رسی کا ایک سرا درخت سے بندھا ہوا تھا۔ اور پھر وہ کشتی کو گھسیٹتے ہوئے دیوار تک لے آئے۔
چونکہ وہ کشتی کو اپنی طرف گھسیٹ رہے تھے اس لیے کشتی کے گھسیٹنے کے نشانات نے ان کے پیروں کے بڑے بڑے نشانات کو مٹا دیا تھا۔
دیوار کے قریب جیسے ہی وہ پہنچے۔ دیوار پھٹی اور پھر وہ کشتی سمیت دیوار کی دوسری طرف پہنچ گئے اور دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔
تھوڑی دیر بعد دونوں آدم زاد اور وہ ان کا ساتھی دیو گھوم کر جب اپنی پہلی والی جگہ پر پہنچے تو وہ سب حیرت سے اچھل پڑے۔
وہ تیز تیز لہجے میں باتیں کر رہے تھے۔ لیکن

زیادہ فاصلہ ہونے کی وجہ سے ان کی باتیں شہزادی
کی سمجھ میں نہ آ رہی تھیں۔
"اب مزہ آئے گا۔ اب یہ واپس کیسے
جائیں گے"۔
شہزادی نے خوشی سے اُچھلتے ہوئے کہا۔
"دیکھو اب یہ کیا کرتے ہیں"۔
شہنشاہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"مگر شہنشاہ سلامت! آپ نے کشتی کو گھسیٹنے کا
حکم کیوں دیا تھا جب کہ جن کشتی کو آسانی سے
اٹھا کر لا سکتے تھے؟"
اچانک شہزادی نے پوچھا۔
شہزادی زرتاشم آدم زاد جنوں سے بے حد ڈرتے
ہیں اس لیے اگر وہ کشتی کو اس طرح غائب
دیکھتے اور پھر انہیں جنوں کے پیروں کے بڑے
بڑے نشانات نظر آ جاتے تو وہ گھبرا کر سمندر
میں کود جاتے اور ڈوب کر مر جاتے۔ اور کشتی
کے گھسیٹنے کے نشانات دیکھ کر وہ یہی سمجھیں گے
کہ انسانوں نے اسے گھسیٹا ہے۔ اس طرح وہ
گھبرائیں گے نہیں۔

شہنشاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ ابا حضور! آپ واقعی بے حد عقلمند ہیں
مگر اب یہ کسی طرح قلعے کے اندر آ جائیں تب
مزہ آئے۔"
شہزادی نے کہا۔
"ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اوّل تو یہ اتنی اونچی
دیواروں پر چڑھ نہیں سکتے۔ اور پھر اگر یہ
کسی طرح اندر آ گئے تو پھر انہیں اندھیری غار
والی شرط پوری کرنی پڑے گی ورنہ انہیں
مرنا پڑے گا۔"
شہنشاہ نے کہا۔
"اندھیری غار والی شرط کیا ہے"۔
شہزادی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
"ہمارا جناتی قانون ہے کہ اگر کوئی آدم زاد
خود ہمارے قلعے کے اندر آ جائے تو اسے اندھیری
غار میں ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ غار قلعے کے شمال
میں واقع ہے۔ اس غار میں لاکھوں کروڑوں
زہریلے سانپ ہیں۔ اگر یہ اس غار میں سے
بچ کر نکل جائیں تب زندہ رہ سکتے ہیں اور

ہمارے دوست بن سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اور
اگر یہ شرط پوری نہ کریں تو پھر انہیں فوری فنا
کر دینا ہمارا فرض بن جاتا ہے۔
شہنشاہ نے شہزادی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔
ارے ارے یہ کیا یہ اتنی بڑی رسی کو توڑ
کیوں رہے ہیں۔
اچانک شہزادی نے کہا اور شہنشاہ بھی چونک
کر انہیں دیکھنے لگا۔
وہ دیکھو! دیوہیکل آدمی رسی کو ماپ کر درمیان
سے توڑ رہا ہے اور پھر انہوں نے ایک کی بجائے
دو رسیاں تیار کر لیں۔ اس کے بعد ان رسیوں
کے سروں پر درخت کی شاخیں باندھ دی گئیں۔
اچھا تو یہ کمند ڈال کر دیوار پر چڑھنا چاہتے
ہیں۔ بہت خوب۔ دیکھا شہزادی! میں نے تمہیں
نہیں کہا تھا کہ یہ آدم زاد بے حد عقلمند اور
چالاک ہوتے ہیں۔
"اب دیکھو! ان کے پاس ایک رسی رہ گئی
تھی۔ وہ اسے کیسے عقلمندی سے استعمال کر
رہے ہیں!"

شہنشاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہاں ابا حضور! واقعی میں تو سوچ بھی نہ سکتی
تھی کہ یہ اتنے عقلمند ہو سکتے ہیں!"
شہزادی نے کہا۔
پھر وہ دونوں آدم زاد اوپر چڑھنے لگے۔ اس
لمحے ان کے ساتھی کو جو نیچے دیوار کے قریب
کھڑا تھا، دیوار کے اندر سے دھکا دیا گیا۔ اور
وہ لڑکھڑا کر چار قدم دور جا کھڑا ہوا۔ اور
پھر وہ دیوار کی طرف غصے سے دوڑا۔
چند لمحوں بعد شہنشاہ اور شہزادی نے دیکھا کہ
پہلے اس کے دونوں ہاتھ دیوار میں پھنسے اور
پھر وہ دیوار میں غائب ہو گیا۔
"یہ کیا ہوا ابا حضور!"
شہزادی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اس نے غلطی سے دیوار کے مقدس حصے سے
اپنا جسم ٹکرا دیا تھا۔ اس لیے اسے دھکا دیا
گیا۔ لیکن جب یہ پلٹ کر وار کرنے کے لیے
دوڑا تو اسے زندان دیوار کی سزا دے دی
گئی۔ اب یہ ہمیشہ کے لیے دیوار کے اندر قید

رہے گا"۔
شہنشاہ نے پرخیال لہجے میں کہا۔
"مگر ابا حضور! آپ تو یہاں بیٹھے ہیں۔ پھر کس کی یہ جرأت ہوئی ہے کہ شہنشاہِ جنات کے قلعے میں خود کسی کو سزا دے"۔
شہزادی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
اُسے شاید آدم زادوں کے ساتھی کو سزا دینے کا خاصا رنج ہوا تھا۔
"شہزادی۔ مت بھولو کہ ہم سب جناتی قانون کے پابند ہیں۔ جو غلطی کرے گا اُسے خود بخود سزا مل جائے گی"۔
شہنشاہِ جنات نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"ارے، یہ تو دیوار پر چڑھ آئے"۔
اچانک شہزادی نے ان دونوں آدم زادوں کو دیوار پر چڑھتے دیکھ کر کہا۔
"ہاں"! شہنشاہ نے کہا۔
اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔ دوسرے لمحے دو مسلح جن ان کے سامنے پہنچ گئے۔
ان دونوں آدم زادوں کو اندر کھینچ لیا جائے

مگر انہیں مرنا نہیں چاہیئے۔ اور ساتھ ہی دربارِ عام کا اعلان کر دو۔ ہم ان کا فیصلہ دربارِ عام میں کریں گے"۔
شہنشاہ نے تیز لہجے میں کہا اور وُہ دونوں سر جھکا کر پلٹے اور پھر غائب ہو گئے۔
اور شہزادی نے دیکھا کہ دونوں آدم زادوں کو دیوار پر سے کھینچ لیا گیا۔ اور وہ دونوں ہوا میں قلابازیاں کھاتے ہوئے نیچے گرتے چلے جا رہے تھے۔
شہزادی دم سادھے بیٹھی رہی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ شہنشاہِ جنات نے انہیں نہ مرنے دینے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے انہیں ضرور بچا لیا جائے گا۔ لیکن بظاہر ایسے حالات نظر آ رہے تھے۔ جیسے نیچے گرتے ہی ان کے جسموں کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ اس لیے وُہ دم سادھے بیٹھی ہوئی تھی۔
چند لمحوں بعد اس نے اس وقت طویل سانس لیا جب ان دونوں آدم زادوں کو زمین پر گرنے سے پہلے ہی نہ نظر آنے والے جنوں نے۔

ہاتھوں نے سنبھال لیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ صفت صرف جنوں کو ہی بخشی ہے کہ وہ جب چاہیں دوسروں کو نظر آنے لگیں اور جب چاہیں غائب ہو جائیں۔ اور جب وہ غائب ہوتے تھے تو انسان تو انسان، دوسرے جنوں کو بھی نظر نہ آتے تھے۔۔

"ابا حضور! اب دربارِ عام میں آپ کیا فیصلہ کریں گے"۔

مونی شہزادی نے اٹھلاتے ہوئے شہنشاہِ جنات کی گردن کے گرد اپنے گرز نما بازو ڈالتے ہوئے کہا۔

فیصلہ تو جناتی قانون نے پہلے ہی کر دیا ہے ہم انہیں اندھیری غار میں ڈلوا دیں گے۔ اگر یہ وہاں سے بچ کر نکل آئے تو ہمارے دوست ورنہ سانپ انہیں ہلاک کر دیں گے اور اگر یہ شرط پوری کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو انہیں فوراً قتل کرا دیا جائے گا۔

شہنشاہِ جنات نے اپنی بیٹی کے گرز نما بازو اپنے گلے سے ہٹاتے ہوئے جواب دیا

"اُوں ہُوں! ہم ان زادوں سے کھیلیں گے یہ چھوٹے چھوٹے پیارے پیارے آدم زاد ہمیں اچھے لگتے ہیں"۔

مونی شہزادی نے بچوں کی طرح ضد کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تو جناتی قانون ہے۔ میں کس قانون کو بدل نہیں سکتا۔ ورنہ فوراً میری شہنشاہت ختم ہو جائے گی"۔

شہنشاہِ جنات نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابا حضور! آپ شہنشاہ ہیں۔ سب آپ کا حکم مانتے ہیں۔ کچھ کریں ورنہ میں آپ سے رُوٹھ جاؤں گی۔ آپ سے کبھی نہ بولوں گی"۔

مونی شہزادی نے شہنشاہِ جنات کی طرف سے منہ پھیرتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے مجھ سے مت رُوٹھو۔ تم تو میری واحد اولاد ہو۔ تمہارے لیے تو میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔ مگر یہ جناتی قانون"۔

شہنشاہ نے گھبرا کر اُسے سیدھا کرتے ہوئے کہا

اس کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار تھے
جیسے اس مسئلے کا کوئی حل اس کی سمجھ میں
نہ آ رہا ہو۔

"ارے ہاں ایک کام ہو سکتا ہے"
شہنشاہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا ابا حضور!"
شہزادی نے بھی چونک کر پوچھا۔

"اگر اندھیری غار میں موجود تمام سانپ نکال
لیے جائیں یا پھر ان کا زہر ختم کر دیا جائے تو
ان آدم زادوں کو کچھ نہیں ہو گا۔ اور یہ وہاں
سے صحیح سلامت باہر آ جائیں گے۔ اس طرح
ہمارا قانون بھی پورا ہو جائے گا اور تمہاری
ضد بھی۔"
شہنشاہ جنات نے کہا۔

"واہ واہ! پھر تو مزہ آ جائے گا۔ میں ان
چھوٹے چھوٹے آدم زادوں سے خوب کھیلوں گی"
شہزادی نے خوشی سے اچھل اچھل کر تالیاں
بجاتے ہوئے کہا۔

اس کے اچھلنے سے تھپ تھپ سی آوازیں اس

کی تالیوں کی آوازوں سے بھی اونچی سنائی دے
رہی تھیں۔

"اچھا اب تم جاؤ۔ دربارِ عام میں آ جانا۔
مجھے سوچنے دو کہ ان سانپوں کا زہر کیسے
ختم کیا جائے۔"
شہنشاہ جنات نے کہا۔

"اچھا ابا حضور! یہ خیال رکھیے گا۔ کوئی سانپ
زہریلا باقی رہ نہ جائے۔"
شہزادی نے کہا۔

اور پھر شہنشاہِ جنات کے سر ہلانے پر وہ کمرے
کے دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"ہونہہ نادان سی لڑکی دو آدم زادوں کے
لیے جناتی قانون بدلنا چاہتی ہے۔ یہ بھلا کیسے ہو
سکتا ہے۔ انہیں بہرحال مرنا پڑے گا۔"
شہنشاہ نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کس کو مرنا پڑے گا؟"

اچانک کمرے میں ایک تیز اور چیختی ہوئی آواز
گونجی اور شہنشاہِ جنات یوں بوکھلا کر کھڑا ہو گیا
جیسے جن دیوتا فوراً آ گیا ہو۔

"تمہاری بیٹی شہزادی زرتارم کی بات کر رہا ہوں ملکہ عالیہ"۔
شہنشاہِ جنات نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
کیونکہ شہنشاہِ جنات ہونے کے باوجود وُہ اپنی بیوی ملکہ عالیہ سے بہت ڈرتا تھا۔ ملکہ عالیہ غصے کی انتہائی تیز تھی۔ اور جب اُسے غصہ آتا تو پھر وہ اس کی شہنشاہیت کا ذرہ برابر بھی خیال نہ رکھتی تھی۔ اور سب کے سامنے اُسے پیٹنا شروع کر دیتی۔
ویسے بھی جسم اور قدوقامت میں وُہ شہنشاہ سے کہیں زیادہ موٹی۔ بھاری بھرکم اور طاقتور تھی۔ اس لیے شہنشاہِ جنات اگر ڈرتا تھا تو اپنی بیوی ملکہ عالیہ سے ہی ڈرتا تھا۔
"اچھا تو تم میری بیٹی شہزادی زرتارم کو مارنا چاہتے ہو۔ تمہارا ستیاناس۔ تمہیں یہ سوچنے کی جرأت کیسے ہوئی"۔
ملکہ عالیہ نے انتہائی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

اور پھر وُہ اچھل کر شہنشاہ پر بھوکی شیرنی کی طرح جھپٹ پڑی۔
ارے ارے سنو تو سہی میری بات تو سنو۔ شہنشاہِ جنات نے انتہائی گھبرائے ہوئے انداز میں اس کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
مگر ملکہ عالیہ بھلا اس طرح کہاں رُکنے والی تھی۔ اس کے دو ہی تھپڑوں میں شہنشاہِ جنات کا تاج اڑ کر دور جا گرا۔ اور شہنشاہِ جنات کے گنجے سر پر تھپڑوں کی بارش شروع ہو گئی۔
شہنشاہِ جنات کا سر خوفناک تھپڑوں کی بارش سے بری طرح چکرانے لگا۔ اور پھر وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ اس نے اپنے پیر یوں سیدھے کر لیے جیسے وہ بیہوش ہو گیا ہو۔ اسے معلوم تھا کہ ملکہ عالیہ کے حملوں سے بچنے کا واحد طریقہ یہی ہے۔
اور وہی ہوا۔ اس کے بیہوش ہونے ہی ملکہ عالیہ رُک گئی۔ اور پھر اس نے جھک کر بڑے پیار بھرے انداز میں شہنشاہِ جنات کو

فرش سے اُٹھایا۔ کمرے میں رکھی ہوئی بڑی کرسی پر بٹھا دیا۔ اس کے بعد وہ فرش پر پڑے ہوئے تاج کی طرف بڑھی۔ اس نے تاج اٹھایا اور اسے اپنی قمیض سے صاف کر کے اس نے اُسے شہنشاہ کے گنجے سر پر جما دیا۔

اس کی یہ فطرت تھی کہ اُسے جس پر غصہ آ جاتا اور وہ بیہوش ہو جاتا تو اس کا غصہ فوری طور پر دور ہو جاتا تھا۔ اور شہنشاہِ جنات بھی اس کی یہ عادت جانتا تھا۔

"اب جلدی سے ہوش میں آ جاؤ ورنہ مجھے دوبارہ غصہ آ جائے گا"۔

ملکہ عالیہ نے شہنشاہ کو بازو سے پکڑ کر زور سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا' اور شہنشاہ نے جلدی سے آنکھیں کھول دینے میں ہی عافیت سمجھی کہ کہیں دوبارہ نہ تھپڑ پڑنے شروع ہو جائیں۔

"مارو گی تو نہیں"۔

شہنشاہِ جنات نے آنکھیں کھولتے ہی بڑے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"پہلے تم یہ تو بتاؤ کہ تم میری بیٹی شہزادی زرتاج

کو کیوں مارنا چاہتے تھے"۔

ملکہ عالیہ نے دوبارہ غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی ناک سے ایک بار پھر بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح پھوں پھوں کی تیز آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔

"میں زرتاج کے بارے میں اس کی بات تھوڑی کر رہا تھا۔ میں تو آدم زادوں کے مرنے کی بات کر رہا تھا"۔ شہنشاہِ جنات نے جلدی جلدی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آدم زادوں کی۔ کن آدم زادوں کی"۔

ملکہ عالیہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ ویسے اس کی ناک سے نکلنے والی پھوں پھوں کی آوازیں اب آہستہ ہوتی جا رہی تھیں۔ اور چہرے پر اُبھرنے والے غصے کے آثار بھی تیزی سے ختم ہوتے جا رہے تھے۔ اور شہنشاہِ جنات نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے اُسے شروع سے لے کر آخر تک ساری بات تفصیل سے سُنا دی۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ معاف کرنا شہنشاہِ سلامت میں نے خواہ مخواہ آپ کو تکلیف دی۔ میں

معافی کی خواستگار ہوں"۔
ملکہ عالیہ نے غصہ دور ہوتے ہی بڑے نر
لہجے میں کہا۔ جیسے واقعی وُہ کسی عظیم
شہنشاہ سے مخاطب ہو۔ جس سے اسے بڑا
لگتا ہو۔
"ہم نے از راہ انصاف اور رحم دلی سے تمہ
معاف کیا"۔
شہنشاہِ جنات نے بڑے باوقار لہجے میں جوا
دیتے ہوئے کہا۔
اور ملکہ عالیہ خوشی سے اچھل اُٹھی جیسے
معافی مل جانے کے بعد کوئی بہت بڑی خو
حاصل ہوئی ہو۔
"لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ واقعی سان
کو ہٹا لیا جائے یا ان کا زہر ختم کر دیا جا
آخر وہ ہماری لاڈلی بیٹی ہے۔ اس کی خواہش
کو پورا کرنے کے لیے ہمیں ضرور کچھ نہ کچھ کر
چاہیئے"۔
ملکہ عالیہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ جناتی قانون نہ

بدلا جا سکتا"۔
شہنشاہِ جنات نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیوں نہیں بدلا جا سکتا۔ ضرور بدلا جا سکتا ہے
اور تم بدلو گے"۔
ملکہ عالیہ کو ایک بار پھر غصہ آنا شروع ہو
گیا اور اس کی ناک سے دوبارہ پھُوں پھُوں کی
آوازیں نکلنے لگی۔
"ارے ارے ہاں ہاں بدلا جا سکتا ہے۔ کیوں
نہیں بدلا جا سکتا۔ کیوں نہیں بدلا جا سکتا"۔
شہنشاہِ جنات نے فوراً ہی عاجزانہ لہجے میں کہا
اور ملکہ عالیہ کی پھوں پھوں ایک بار پھر مدہم
پڑنے لگ گئی۔
"مگر تم اُسے کیسے بدلو گے"؟
ملکہ عالیہ نے نرم لہجے میں پوچھا۔
"ایک ہی ترکیب ہے کہ دیوار زندان میں قید
ان آدم زادوں کے دیو نما ساتھی کو پہلے اس
غار میں ڈالا جائے۔ جب سانپ اسے کھانے
لگیں اور کاٹنے میں مصروف ہو جائیں تو ان

آدم زادوں کو رسیوں سے باندھ کر اس پر
پھینک دیا جائے اور پھر فوراً ہی رسیاں کھینچ
لی جائیں۔ اس طرح شرط بھی پوری ہو جائے
گی اور یہ آدم زاد بھی بچ کر باہر نکل آئیں
گے۔"

شہنشاہِ جنات نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا
"مگر ہو سکتا ہے کہ ہزاروں کروڑوں سانپوں
میں سے کوئی انہیں کاٹ لے۔ اس طرح وہ
مر بھی تو سکتے ہیں۔"

ملکہ عالیہ نے فوراً ہی اس کی تجویز رد کرتے
ہوئے کہا۔

"تو پھر تم کوئی ترکیب سوچو۔ میری تو سمجھ
میں کچھ نہیں آتا۔"

شہنشاہ جنات نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا
"تم اگر کوئی ترکیب نہیں سوچ سکتے تو
پھر جنات کے شہنشاہ کیوں بنے پھر رہے ہو۔
احمق جن کو شہنشاہ بننے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

ملکہ عالیہ نے اس سے بھی زیادہ برا منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم سوچ لو آخر تم بھی تو ملکہ عالیہ ہو"
شہنشاہ کو غصہ آ گیا۔

"سنو میں نے سوچ بھی لی ہے۔ ایسی ترکیب
ہے کہ تم خوشی سے اچھل پڑو گے۔"
ملکہ عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کونسی ترکیب ہے۔ پھر میں بھی تو سنوں"
شہنشاہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سنو ماتارم جادوگر کو بلاتے ہیں۔ وہ تمہارا
دوست ہے۔ وہ ان سانپوں پر جادو کر دے
گا۔ اور سانپ ان آدم زادوں کو کاٹ نہیں
سکیں گے۔ اس طرح آدم زاد بچ جائیں گے۔"
ملکہ عالیہ نے جواب دیا۔

"واہ واہ کیا خوبصورت ترکیب ہے۔ واقعی ماتارم
سانپوں کو بیہوش کر سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں
ان آدم زادوں کو غار میں ڈالنے کی تاریخ
چار دن بعد کی رکھ دیتا ہوں۔ اس دوران ماتارم
کو بلا لیں گے۔ اور سانپوں کو بیہوش کر
دیں گے۔"

شہنشاہ نے خوشی سے اچھل کر کھڑے ہوتے

ہوئے کہا۔

"دیکھا میری ترکیب کیسی ہے۔ آؤ اب چلیں دربار عام میں ہمارا انتظار ہو رہا ہو گا"

ملکہ عالیہ نے کہا۔

اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر یوں باہر کی طرف چل دیے جیسے ان کے درمیان کبھی لڑائی ہی نہ ہوئی ہو۔

چلوسک طوسک کو جب ہوش آیا تو وہ حیرت سے چونک پڑے۔ انہیں تو یہی خیال تھا کہ وہ قلعے کی برجی سے نیچے گرنے پر مر چکے ہوں گے۔ لیکن اب انہیں احساس ہوا تھا تھا۔ کہ وہ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ صحیح سلامت بھی ہیں۔

چنانچہ وہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور دوسرے لمحے اُن کے حلق سے خوف زدہ چیخیں نکلنے لگیں کیونکہ انہیں اپنے گرد عجیب و غریب شکلوں والے انتہائی خوفناک جن بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے

سامنے ایک بڑے سے تخت پر ایک جن بیٹھا تھا جس کے سر پر تاج تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس سے بھی زیادہ موٹی اور بھدی عورت بیٹھی تھی۔ اس نے بھی سر پر تاج پہنا رکھا تھا۔ جب کہ دوسری طرف ایک عورت بڑی سی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی جو اتنی موٹی تھی جیسے ہتھنی۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں"۔ اچانک چلوسک نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تم شہنشاہِ جنات کے دربار میں ہو آدم زادو" اچانک ایک کڑکدار آواز سنائی دی اور وہ دونوں یہ آواز سنتے ہی اچھل پڑے۔

"کک کیا کہہ رہے ہو۔ شہنشاہِ جنات کا دربار"۔ چلوسک نے حیرت سے ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں خوف تھا۔

"ہاں، ہم شہنشاہِ جنات ہیں۔ یہ ہماری ملکہ عالیہ ہے۔ اور یہ ہماری اکلوتی بیٹی شہزادی زرتارم ہے"۔

شہنشاہ نے اپنے ساتھ بیٹھی ہوئی موٹی اور بھدی عورتوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ باقی تمام جن بڑے مؤدب اور خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"ہم شہنشاہِ جنات، ملکہ عالیہ اور شہزادی زرتارم کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں"۔ اچانک چلوسک نے اٹھ کر باقاعدہ سلام کرتے ہوئے کہا۔

"ہی ہی ہی"۔ اچانک وہ موٹی ہتھنی جیسی لڑکی زور زور سے ہنسنے لگی جسے شہزادی زرتارم کہا گیا تھا۔

"چھوٹے چھوٹے پیارے پیارے آدم زاد تو بہت اچھے ہیں"۔ شہزادی نے کھلکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کی بہت مہربانی۔ شہزادی زرتارم آپ بیحد خوبصورت شہزادی ہیں۔ آپ جیسی خوبصورت شہزادی پہلے کبھی نہیں دیکھی"۔ چلوسک نے جان بوجھ کر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے احساس ہوگیا تھا کہ اگر اس نے ان خوفناک جنوں کو خوش نہ کیا تو پھر وہ

زندہ کبھی اس جناتی قلعے سے باہر نہ نکل سکیں گے
"شکریہ شکریہ"۔
شہزادی نے اپنے طور پر شرماتے ہوئے جواب دیا
اور چلوسک کے اس فقرے نے شہنشاہ اور
ملکہ عالیہ کو بھی خوش کر دیا تھا۔ بھلا ان کی
اکلوتی بیٹی کی تعریف ہو اور وہ خوش نہ ہوں۔
"ہمارا ساتھی کہاں ہے؟"
"اچانک چلوسک نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا
تمہارے ساتھی کو دیوار زندان کی سزا مل چکی
ہے۔ وہ دیوار میں قید کر دیا گیا ہے"۔
شہنشاہِ جنات نے جواب دیا۔
"اوہ وہ تو ہمارا پیارا ساتھی ہے۔ شہزادی بیحد
رحم دل ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ شہزادی اس کی
سزا معاف کر دے گی"۔
چلوسک نے خوشامدانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا
"ہم نے معاف کر دیا۔ ہم نے سزا معاف کر دی"
شہزادی نے اچھلتے ہوئے کہا۔
"نہیں شہزادی، یہ جناتی قانون ہے۔ تم معاف
نہیں کر سکتیں"۔

اچانک شہنشاہ جنات نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"کیسے نہیں معاف کر سکتا۔ وہ شہزادی ہے جو
چاہے کرے، سمجھے"
اچانک ملکہ عالیہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور
اس کی ناک سے پھوں پھوں کی آوازیں نکلنے لگیں
ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ یوں اٹھا لیا جیسے بھرے
دربار میں شہنشاہ کو تھپڑ مار دے گی۔
"اچھا اچھا کر سکتی ہے۔ بالکل کر سکتی ہے۔ آخر
شہزادی ہے"۔
شہنشاہِ جنات نے فوراً ہی شکست تسلیم کرتے ہوئے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف بیٹھے
ہوئے بوڑھے سے جن سے مخاطب ہو کر کہا۔
"کیوں وزیرِاعظم شہزادی بھی تو معاف کر سکتی ہے"۔
شہنشاہ دراصل اپنی بات وزیرِاعظم پر ڈالنا چاہتا تھا
"شہنشاہِ جنات، شہزادی تو شہزادی ہے۔ جناتی
قانون کے مطابق دیوار زندان کی سزا شہنشاہِ جنات
خود بھی معاف نہیں کر سکتے"۔
وزیرِاعظم نے کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا
ابے بیٹھ جا بڈھے کھوسٹ خواہ مخواہ ٹرٹر کیے

جا رہا ہے۔ جب ہم کہہ رہے ہیں کہ شہزادی
معاف کر سکتی ہے تو تم کون ہوتے ہو نہیں کرنے
والے۔ ایک جھانپڑ ماروں گی تو زمین میں دفن ہو
جاؤ گے۔"
ملکہ عالیہ نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔
"آپ ملکہ عالیہ ہیں۔ آپ جو چاہیں کہہ سکتی ہیں
لیکن جناتی قانون اپنی جگہ اٹل ہے۔ اسے تبدیل
نہیں کیا جا سکتا۔ اس آدم زاد کے رہا ہونے کی
ایک ہی شرط ہے کہ اس کے ساتھی کالے جن سے
لڑائی لڑیں۔ اگر کالا جن جو دیوار زندان کا محافظ ہے
شکست کھا جائے تو وہ آدم زاد دیوار زندان سے
رہائی پا سکتا ہے۔"
وزیراعظم جن نے جواب دیا اور پھر دربار میں
موجود تمام جنوں نے وزیراعظم جن کی کھلے عام تائید
کرنی شروع کر دی۔
"ہم کالے جن سے جنگ کرنے پر تیار ہیں
شہنشاہ جنات۔"
اچانک چلوسک نے کھڑے ہو کر کہا اور پورے
دربار میں یک لخت سناٹا سا چھا گیا۔

"تم کالے جن سے مقابلہ کرو گے۔ تم نے کالے
جن کو دیکھا نہیں۔ وہ جن دیوتا کا خاص پجاری
ہے۔ اس کے پاس بے پناہ طاقتیں ہیں۔ بڑے
سے بڑا جن بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"
وزیراعظم جن نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا
"تم لے آؤ اپنے کالے جن کو۔ تم نے آدم زادوں
کے بارے میں غلط سنا ہے۔ ہم پہاڑوں کو اپنی جگہ
سے ہٹا دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔"
چلوسک نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہم یہ مقابلہ ضرور دیکھیں
گے بلاؤ کالے جن کو۔"
شہنشاہ نے فوراً کہا۔
اس نے سوچا تھا کہ چلو اس بہانے ان آدم
زادوں سے ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائے گی۔
ورنہ شہزادی زرتارم جس طرح ان آدم زادوں
میں دلچسپی لے رہی ہے اور اس کی ماں ملکہ
عالیہ اس کا ساتھ دے رہی ہے۔ اس سے
ضرور جناتی قانون ٹوٹے گا۔ اور پھر اس پر جن دیوتا
کا قہر نازل ہو جائے گا۔

"کالے جن کو حاضر کیا جائے"۔

اچانک وزیراعظم جن نے زور زور سے تالی بجاتے ہوئے کہا۔

اور چند لمحوں بعد اندھیرے میں سے ایک بہت بڑا لمبا چوڑا اور خوفناک شکل والا جن نمودار ہو گیا اس کا پورا جسم اور چہرہ توے کی طرح سیاہ تھا دو بڑے بڑے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ اس نے سرخ رنگ کا پاجامہ سا پہنا ہوا تھا۔ اس کا اوپری جسم ننگا تھا۔ اس کے گلے میں جنوں کی کھوپڑیوں کا ہار پڑا ہوا تھا۔

"کس نے ہمیں بلایا"۔

کالے جن نے دربار کے درمیان میں آ کر بڑے فخر بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے تمہیں بلایا ہے کالے جن"۔

شہنشاہِ جنات نے بڑے کڑکدار لہجے میں کہا۔

"اوہ شہنشاہِ جنات۔ پھر ٹھیک ہے۔ صرف آپ ہی کالے جن کو طلب کر سکتے ہیں۔ اور کس کی مجال ہے کہ کالے جن کو بلا سکے۔ فرمائیے کیا حکم ہے"۔

کالے جن نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"دیکھو یہ آدم زاد چاہتے ہیں کہ ان کا ساتھی جو تمہارے پاس دیوار زندان میں قید ہے رہا ہو جائے۔ اور جناتی قانون کے مطابق جب تک یہ مقابلہ کر کے تمہیں شکست نہ دے دیں۔ ان کا ساتھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ ہم نے انہیں بہت سمجھایا ہے۔ مگر یہ آدم زاد بہت ضدی ہیں۔ یہ تم سے مقابلہ کے لیے تیار ہیں۔ کیا تم ان سے مقابلہ کرو گے"۔

شہنشاہِ جنات نے مسکراتے ہوئے کالے جن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ آدم زاد مجھ سے مقابلہ کریں گے۔ کالے جن سے جو جن دیوتا کا خاص پجاری ہے۔ جس کا نام لیتے ہوئے بڑے بڑے بہادر جنوں کو بخار چڑھ جاتا ہے"۔

کالے جن نے حیرت سے اپنے سامنے کھڑے ہوئے چلوسک طوسک کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جو اس کے مقابلے میں چیونٹیوں سے بھی چھوٹے دکھائی دے رہے تھے

"ہاں ہم تم سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ بولو تم ـــــ کس طرح مقابلہ کرتے ہو"۔

چلوسک نے کہا۔

"ہا ہا ہا، تم مجھ سے مقابلہ کرو گے۔ تم حقیر انسان
جنہیں میں ایک پھونک ماروں تو آسمان میں گر ہ
جاؤ۔ تم مجھ سے مقابلہ کرو گے۔"
کالے جن نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی
وہ زور زور سے زمین پر پیر مارنے لگا۔ اور چلوسک
چلوسک کو یوں محسوس ہوا جیسے زمین میں زلزلہ آ
گیا ہو اور آسمان پہ بادل گرج رہے ہوں۔
"وزیر اعظم تم جناتی قانون سے سب سے زیادہ واقف
ہو۔ تم بتاؤ کہ یہ مقابلہ کس طرح ہو گا۔"
شہنشاہِ جنات نے وزیر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔
"مقابلہ ویسے ہی ہو گا جیسے مقابلہ ہوتا ہے۔ یہ
آپس میں لڑیں گے۔ جو دوسرے کو شکست دے دے
وہ جیت جائے گا۔"
وزیر اعظم جن نے اُٹھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"مگر ہمیں یہ بتایا جائے کہ مقابلہ کن ہتھیاروں سے
ہو گا۔"
چلوسک نے پوچھا۔
"مجھے کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں۔ ان مچھروں کو اگر

کسی ہتھیار کی ضرورت ہو تو بیشک انہیں دے دیا جائے۔"
کالے جن نے کہا۔
"ہم اپنے ہتھیاروں سے لڑیں گے۔"
چلوسک نے کہا اور پھر اس نے اپنا پستول نکال لیا
"ہونہہ یہ حقیر سی نلکی تمہارا ہتھیار ہے۔ ٹھیک ہے
پھر ہو جائے مقابلہ۔"
کالے جن نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔
"آدم زادو اس کالے جن کی جان اس کے بالوں
میں ہے۔ اگر اس کے بال کاٹ دیے جائیں تو یہ
مر جائے گا۔"
اچانک شہزادی زرتارم نے چیخ کر کہا۔
"تم چپ رہو شہزادی تمہیں بولنے کی اجازت نہیں ہے"
شہنشاہِ جنات نے اُسے غصے سے منع کرتے ہوئے کہا
"اور تم بھی چپ رہو شہنشاہ کے بچے ورنہ ایک
تھپڑ دوں گی۔"
ملکہ عالیہ نے بھی غصیلے لہجے میں شہنشاہ کو ڈانٹتے
ہوئے کہا۔
"ملکہ عالیہ آپ ملکہ ہیں اس لیے ہم خاموش ہیں
ورنہ شہنشاہِ جنات کی شان میں گستاخی کرنے والوں

کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔"
وزیرِ اعظم نے کہا۔
"تم چپ رہو بڈھے"
ملکہ عالیہ وزیرِ اعظم پر اُلٹ پڑی اور وزیرِ اعظم بھی سہم کر خاموش ہو گیا۔
"مقابلہ شروع کیا جاتا ہے۔"
اچانک شہنشاہِ جنات نے زور سے تالی بجاتے ہوئے کہا اور کالا جن مقابلے کا سنتے ہی تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ تیزی سے چلوسک ملوسک کی طرف بڑھائے مگر چلوسک ملوسک تیزی سے دوڑتے ہوئے اس کی ٹانگوں کے درمیان سے گزر کر اس کی پشت پر آ گئے۔ کالا جن تیزی سے مڑا۔ لیکن اس کے مڑتے ہی وہ دونوں ایک بار پھر دوڑتے ہوئے اس کی پشت پر آ گئے۔ اب تو کالے جن کو بار بار مڑنا پڑا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔ یہ حقیر آدم زاد اُسے تھکانا چاہتے تھے۔ اس نے کئی بار ہاتھ مار کر ان دونوں کو پکڑنا چاہا مگر وہ اس سے زیادہ پھرتیلے تھے۔ اس لیے بھاگ کر اس کے قدموں سے دور ہو جاتے۔

شہزادی زرتارم کی بات سن کر وہ سمجھ گئے تھے کہ ان کا مقابلہ کسی انسان سے نہیں جو ان کی پستول کی شعاع سے دھماکے سے ڈر جائے گا۔ بلکہ جن سے ہے جن کی جان والی چیز کو جب تک ختم نہ کیا جائے وہ نہیں مرتے۔ اس لیے وہ اُسے چکر دے کر مارنا چاہتے تھے۔ پھر اچانک ملوسک نے اس کی پشت پر آ کر اس کی ٹانگ پر فائر کر دیا۔ اس کے پستول سے سبز رنگ کی شعاع اٹھی اور کالے جن کی ٹانگ سے ٹکرا گئی۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ جن کی ٹانگ ٹوٹی تو نہیں البتہ وہ اُچھل کر منہ کے بل فرش پر دھڑام سے گر گیا۔ اسی لمحے چلوسک تیزی سے دوڑتا ہوا اس کے سر کے قریب آیا۔ جن نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اس بار چلوسک نے اس کی پشت پر فائر کیا اور اُٹھتا ہوا کالا جن ایک بار پھر دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ چلوسک اس وقت تک اس کے سر کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اس نے پھرتی سے پستول جیب میں رکھا اور پھر دوسری جیب سے چاقو نکال لیا۔ پھر وہ چھلانگ لگا کر جن کی پشت پر چڑھا۔ اور اس کی گردن کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

"کیوں وزیراعظم۔"
شہنشاہ جنات کی عادت تھی کہ وہ دربار میں اپنی
ہر بات کی تصدیق وزیراعظم سے کرا لیتا تھا۔ تاکہ اگر کل
اس پر کسی بات کے سلسلہ میں کوئی حرف آئے تو وہ
اس کا بوجھ وزیراعظم پر ڈال کر خود صاف بچ جائے۔
"آپ درست فرما رہے ہیں۔ واقعی کالا جن
شکست کھا چکا ہے۔ اور اب جناتی قانون کے مطابق
ان آدم زادوں کے ساتھی کو دیوارِ زندان سے رہائی
کا حکم صادر کیا جا سکتا ہے۔"
وزیراعظم نے کھڑے ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"آدم زادوں کے ساتھی کو رہا کر کے یہاں دربار
میں لایا جائے۔"
شہنشاہِ جنات نے بلند آواز میں حکم دیتے ہوئے کہا
اور پھر تھوڑی دیر بعد ڈمبالو ایک طرف سے نمودار
ہو کر چلوسک طوسک کے پاس پہنچ گیا۔ جب چلوسک
طوسک نے اُسے بتایا کہ اس طرح انہوں نے کالے
جن کو شکست دے کر اُسے رہا کرایا ہے تو وہ
بے حد خوش ہوا۔
"سنو آدم زادو تم جناتی قلعے میں خود ہی داخل ہوئے

ہو۔ اس طرح تم نے جناتی قانون توڑا ہے۔ جناتی قانون
کے مطابق کوئی آدم زاد جناتی قلعے میں داخل نہیں ہو
سکتا۔ اگر کوئی خود ہی آ جائے تو پھر اُسے فوری طور
پر موت کی سزا دی جاتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ایک خاص
امتحان سے گزرنے پر آمادہ نہ ہو جائے۔"
اچانک وزیراعظم نے کھڑے ہو کر کہا اور چلوسک
طوسک امتحان کی بات سن کر چونک پڑے۔
"کیسا امتحان"
چلوسک نے چونک کر پوچھا۔
"وہ ایک آسان سا امتحان ہے۔ یہاں ایک اندھیری
غار ہے جس میں تمہیں پھینکا جائے گا۔ اگر تم اس
غار سے زندہ سلامت باہر آ گئے۔ تو تم ہمارے دوست
اور مہمان ورنہ تمہارا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اگر تم نے
اندھیری غار والی شرط پوری نہ کی تو جناتی قلعے کے تمام
جن تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اور تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ
علیحدہ کر دیں گے۔ تمہیں مار ڈالیں گے۔"
وزیراعظم جن نے لہجے کو خوفناک بناتے ہوئے کہا۔
اس کی آنکھوں سے شدید نفرت کے شعلے نکل رہے
تھے۔ اسے دراصل کالے جن کی موت کا بیحد افسوس

تھا. کیونکہ کالا جن اس کا بڑا پرانا دوست تھا اور اسی کی وجہ سے وُہ جن دیوتا کی مرضی سے شہنشاہ جنات کے وزیرِاعظم کے عہدے پر فائز چلا آ رہا تھا. اور اب وہ جلد از جلد ان آدم زادوں کو اندھیری غار میں ڈال کر ان سے کالے جن کا انتقام لینا چاہتا تھا.

"اس اندھیری غار میں کیا چیز ہے. کون رہتا ہے اس میں؟"

چلوسک نے کچھ دیر سوچنے کے بعد پوچھا.

"جناتی قانون کے مطابق ہم کچھ نہیں بتا سکتے"

وزیرِاعظم جن نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا

"میں بتاتی ہوں اس میں لاکھوں کروڑوں زہریلے سانپ رہتے ہیں"

اچانک شہزادی زرتارم نے چیختے ہوئے کہا اور وزیرِاعظم جن غصے سے اُچھل پڑا.

"شہزادی صاحبہ، آپ نے جناتی قانون توڑا ہے اس لیے قانون کے مطابق اب آپ کو بھی ان آدم زادوں کے ساتھ اندھیری غار میں جانا پڑے گا"

وزیرِاعظم نے غصے سے چیختے ہوئے کہا.

"یہ نہیں ہو سکتا. شہزادی اس غار میں نہیں جا سکتی. وزیرِاعظم نے شہزادی کی توہین کی ہے. اس لیے اس توہین کے بدلے میں وزیرِاعظم کو غار میں پھینکا جائے."

ملکہ عالیہ نے بھی غصے سے چیختے ہوئے کہا.

اور پھر پورے دربار میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں. آدھے جن ملکہ عالیہ کی حمایت کر رہے تھے جب کہ باقی آدھے وزیرِاعظم کی حمایت میں بول رہے تھے.

"ٹھیک ہے. مجھے یہ شرط منظور ہے. میں ان آدم زادوں کے ساتھ اندھیری غار میں جانے کے لیے تیار ہوں. لیکن اگر میں زندہ واپس آ گئی تو پھر وزیرِاعظم کو مرنا ہو گا."

شہزادی زرتارم نے اپنی بڑی سی کرسی سے اُٹھتے ہوئے چیخ کر کہا.

"شہزادی تم یہ کیا کہہ رہی ہو خاموش رہو"

ملکہ عالیہ نے چیختے ہوئے کہا.

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے. شہزادی اب شرط منظور کر چکی ہے. اس لیے اب وہ اپنی بات سے

مکر نہیں سکتی۔"
وزیراعظم نے تیزی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"تم سمجھتے ہو بڈھے کھوسٹ۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔"
اچانک ملکہ عالیہ نے اچھل کر وزیراعظم پر حملہ کر دیا مگر دوسرے لمحے وزیراعظم کے محافظ دستے کے جن ان کے اور وزیراعظم کے درمیان برچھیاں لے کر آ گئے اور انہوں نے بڑی مشکل سے وزیراعظم کو ملکہ عالیہ کے غضب سے بچایا۔
"تم بلبلے مینڈک، شہنشاہِ جنات بنے بیٹھے ہو تمہاری بیٹی کے خلاف یہ سازش کر رہا ہے اور تم بیمار بکرے کی طرح منہ لٹکائے بیٹھے ہو۔"
ملکہ عالیہ وزیراعظم کو چھوڑ کر شہنشاہِ جنات پر الٹ پڑی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ شہنشاہِ جنات کا محافظ دستہ درمیان میں آتا۔ ملکہ عالیہ کے ایک ہی زوردار تھپڑ سے شہنشاہِ جنات کا تاج اڑتا ہوا دور جا گرا۔
"یہ شہنشاہ کی توہین ہے۔ شہنشاہ کی توہین برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اب ملکہ عالیہ کو بھی اندھیری غار میں جانا پڑے گا۔"

اچانک وزیراعظم نے چیختے ہوئے کہا۔ اور دربار کے سارے جن اس کی حمایت میں نعرے لگانے لگے۔
"ٹھہرو، میری بات سنو۔"
اچانک شہنشاہ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
"ہم کچھ نہیں سنتے۔ ملکہ عالیہ، شہزادی اور ان آدم زادوں کو ابھی اندھیری غار میں پھینکو۔ یہ جناتی قانون ہے۔"
سب جنوں نے چیختے ہوئے کہا۔
اور پھر شہنشاہِ جنات چیختا رہ گیا۔ مگر جن ملکہ عالیہ اور شہزادی پر ٹوٹ پڑے۔ شہزادی تو خود چلنے پر تیار ہو گئی۔ جب کہ ملکہ عالیہ بری طرح چیخنے لگی۔ وہ گالیاں دے دے کر چیخ رہی تھی مگر جن اسے زبردستی اٹھا کر غار کی طرف چل پڑے۔ ڈمبالو، چلوسک، طوسک بھی اس جلوس کے ساتھ چل رہے تھے۔
"آدم زادو، میری ماں کو بچا لو۔"
شہزادی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
اب اس کا چہرہ بھی دھواں دھواں ہو رہا تھا

پہلے تو اس کا خیال تھا کہ اس کا باپ سانپوں کا زہر نکال لے گا۔ لیکن موجودہ صورتِ حال میں تو اُسے اتنا موقع بھی نہ مل سکا تھا کہ وہ سانپوں کا زہر نکال لیتا۔ اس طرح تو ان کی موت یقینی تھی۔

"تم گھبراؤ نہیں اور اپنی ماں کو بھی حوصلہ دو۔ ہم ان سانپوں سے نمٹ لیں گے"۔ چلوسک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"مگر کیسے وہ تو بے حد زہریلے ہیں"۔ شہزادی نے کہا۔

"وہ کتنے بھی زہریلے ہوں۔ ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ تم بے فکر رہو"۔ چلوسک نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور شہزادی نے سر ہلایا۔

تھوڑی دیر بعد وہ قلعے کے ایک کونے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی جس کے دامن میں ایک بہت بڑے غار کا دہانہ نظر آ رہا تھا۔ غار کے اندر گھپ اندھیرا تھا۔ اور غار کے دہانے میں سے ہزاروں لاکھ سانپوں کے

پھنکارنے کا شور سنائی دے رہا تھا۔

جنوں کا جلوس غار کے سامنے پہنچ کر رُک گیا۔ ملکہ عالیہ موت کی دہشت کی وجہ سے بیہوش ہو چکی تھی۔ البتہ شہزادی زرتارم نوجوان ہونے کی وجہ سے حوصلے میں کھڑی تھی۔ البتہ اس کے پورے جسم سے پسینہ آبشار کی طرح بہہ رہا تھا۔

وزیرِ اعظم جن بھی جلوس کے ہمراہ تھا۔ اس نے وہاں پہنچتے ہی حکم دے دیا کہ ان سب کو غار میں دھکیل دو اور جنوں نے تیزی سے انہیں غار کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ چلوسک تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بڑھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ جیب سے پستول نکال کر غار کے دہانے میں فائر کرتا۔ اچانک جنوں کے گروہ نے پوری قوت سے اُنہیں دھکا دیا اور وہ سب اچھلتے ہوئے گیندوں کی طرح غار کے اندر گرتے چلے گئے۔ غار کی سطح دہانے سے بہت نیچی تھی۔ اس لیے انہیں اندر گرتے ہوئے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی اندھیرے کنوئیں میں گرتے چلے جا رہے ہوں۔

جنوں نے شہزادی زرتارم اور بیہوش ملکہ عالیہ کو بھی اندر اچھال دیا۔ اور شہنشاہِ جنات نے خوف اور دہشت سے آنکھیں بند کرلیں۔ ظاہر ہے اب وُہ کبھی اپنی پیاری شہزادی اور لاڈلی ملکہ عالیہ کو زندہ نہ دیکھ سکتا تھا۔ لیکن وہ جناتی قانون کی وجہ سے مجبور تھا۔

چلوسک طوسک کو غار کے دہانے سے نیچے گرتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی اندھے کنوئیں میں گر رہے ہوں۔ سانپوں اور اژدہوں کی پھنکاروں سے پورا غار گونج رہا تھا۔ طوسک کے حلق سے تو چیخیں نکلنے لگیں۔ لیکن چلوسک نے اپنے اوسان بحال رکھے۔

اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کا رُخ نیچے کی طرف کرتے ہوئے مسلسل فائر کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے پستول سے سُرخ رنگ کی شعاعیں نکل نکل کر نیچے کہیں دور گرنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی زوردار

دھماکوں سے غار نما کنوئیں کے درو دیوار لرزنے لگے۔ سانپوں کے جلنے کی تیز بُو غار میں پھیلتی چلی گئی۔ اور پھر جب وہ نیچے تہہ میں جا گرے تو انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے نیچے راکھ کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے جسم اس راکھ میں دھنستے چلے گئے۔ ابھی پھنکاروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن دور دور چلوسک نے نیچے گرتے ہی قلابازی کھائی اور پھر سیدھا کھڑے ہوتے ہی اس نے ایک بار پھر پستول کے فائر کرنے شروع کر دیئے۔

تیز سُرخ شعاعوں نے پوری غار کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ اس کی تیز روشنیوں میں انہوں نے ہر طرف سانپوں کی راکھ کے ڈھیر پڑے ہوئے دیکھے۔ اور پھر غار میں بالکل خاموشی چھا گئی۔ وہاں موجود لاکھوں سانپ ان طاقتور شعاعوں کی وجہ سے آناً فاناً جل گئے تھے۔

اس کے بعد چلوسک نے طوسک کو تلاش کیا۔ ڈمبالو بھی کھڑا ہوا تھا۔ چلوسک کے حکم پر ڈمبالو نے سانپوں کی راکھ کے ایک بڑے سے

ڈھیر میں دھنسی ہوئی موٹی ملکہ عالیہ کو باہر نکال لیا۔ شہزادی بھی بیہوش ہو چکی تھی۔ اُسے بھی ایک ڈھیر سے نکالا گیا۔ اور پھر ڈمبالو نے ملکہ عالیہ کو کاندھے پر اٹھا لیا۔ جب کہ چلوسک نے شہزادی زرتارم کی ناک اور منہ کو بند کر کے اُسے ہوش میں لے آیا۔

شہزادی ہوش میں آتے ہی دہشت سے چیخنے لگی۔ مگر جب چلوسک نے اُسے بتایا کہ انہوں نے غار میں موجود تمام سانپوں کو جلا کر رکھ دیا ہے تو شہزادی خوشی سے ناچنے لگی۔

"شہزادی ناچ بعد میں لینا۔ اب ہم یہاں سے باہر کیسے نکلیں گے؟"

چلوسک نے شہزادی سے مخاطب ہو کر کہا

"یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں ابھی بندوبست کرتی ہوں"۔

شہزادی نے کہا۔ اور پھر اس نے زور زور سے یہ کہنا شروع کر دیا۔

"جن دیوتا ہماری مدد کرو ہم نے شرط جیت لی ہے۔ اب ہمیں اوپر بھیجو"۔

شہزادی زور زور سے یہ فقرا دہرا رہی تھی۔
اور چند لمحوں بعد چلوسک ملوسک کی حیرت
کی انتہا نہ رہی۔ جب انہوں نے اپنے جسموں
کو تیزی سے اوپر کی طرف اُٹھتے ہوئے دیکھا
ان کے قدم زمین کو چھوڑ چکے تھے۔ اور انہیں
یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے وُہ ہوا میں کسی
روکٹ کی طرح اوپر ہی اوپر اٹھتے چلے جا
رہے ہوں۔

اور پھر چند لمحوں بعد وُہ ایک جھٹکے سے
غار کے دہانے سے نکل کر باہر زمین پر آ
کھڑے ہُوئے۔

انہیں یوں زندہ سلامت کھڑے دیکھ کر پورے
جناتی قلعے میں زبردست شوروغل مچ گیا۔ تمام
جن بھاگتے ہوئے پہنچ گئے۔

شہنشاہِ جنات کو جب شہزادی اور ملکہ عالیہ
کے زندہ بچ جانے کا علم ہوا تو وُہ ننگے پاؤں
ہی وہاں دوڑتا چلا آیا۔ اور آ کر اپنی بیٹی
سے لپٹ گیا۔ تمام جن خوشی سے اُچھل کود رہے
تھے۔ اور پھر ملکہ عالیہ کو بھی ہوش میں لایا گیا

پہلے تو وہ خوف سے چیخنے لگی۔ لیکن جب اُسے
بتایا گیا کہ وُہ اندھیری غار سے زندہ بچ کر آ
گئی ہے تو وُہ بھی خوشی سے اُچھلنے لگی۔

"ملکہ عالیہ، یہ سارا کام ان آدم زادوں نے
کیا ہے۔ انہوں نے فائر کر کے تمام سانپوں کو
جلا کر راکھ کر دیا ہے"۔

شہزادی نے یوں خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے
وہ اپنا کارنامہ بیان کر رہی ہو۔ اور ملکہ عالیہ
نے خوشی کی شدّت سے چلوسک ملوسک کو اپنے
پیٹ کے ساتھ چمٹا لیا۔ کیونکہ اس کا قد اتنا
تھا کہ چلوسک ملوسک کے سر اس کے پیٹ تک
ہی پہنچ سکتے تھے۔ اس کی گرفت اتنی سخت
تھی کہ چلوسک ملوسک کے دم گھٹنے لگے۔ اور
ملوسک نے تو فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر یہ موٹی ملکہ
اُسے ایک لمحہ اور نہیں چھوڑتی تو وہ اس پر
فائر کر دے گا۔ مگر شکر ہے کہ اس نے چھوڑ
دیا۔ اور دونوں کو یوں محسوس ہُوا جیسے وہ صحیح
معنوں میں اب موت کے منہ سے بچ کر
نکلے ہوں۔

"کہاں ہے وہ بڈھا کھوسٹ وزیرِاعظم۔ اسے بلاؤ شہزادی شرط جیت چکی ہے۔ اب اُسے مرنا پڑے گا۔"

ملکہ عالیہ نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ وزیرِاعظم تو نظر نہیں آ رہا۔ بلاؤ اُسے"

شہنشاہِ جنات نے بھی اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر وزیرِاعظم وہاں ہوتا تو سامنے آتا۔ وہ تو غائب تھا۔

"تم نے جوتا کیوں نہیں پہنا۔ اچھے شہنشاہ ہو بغیر جوتے کے کھڑے ہو"

اچانک ملکہ عالیہ کی نظریں شہنشاہ کے پیروں پر پڑیں تو اس نے چیختے ہوئے کہا۔

"ارے واقعی۔ میں تو تمہارے زندہ بچ جانے کی خوشی میں جوتا پہننا ہی بھول گیا تھا۔"

شہنشاہ نے کہا۔

"اچھا ہماری زندگی کی خوشی میں۔ پھر ٹھیک ہے جاؤ جا کر جوتا پہن کر آؤ۔ تم شہنشاہ ہو ذرا اپنے وقار کا بھی خیال رکھا کرو۔"

ملکہ عالیہ نے اُسے غصے میں ڈانٹتے ہوئے کہا

اور بیچارے شہنشاہِ جنات نے وہیں سے محل کی طرف دوڑ لگا دی۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ ملکہ عالیہ کا غصہ اگر زیادہ تیز ہو گیا تو وہ ابھی پیٹنا شروع کر دے گی۔

اور پھر وہ سب نعرے لگاتے اور خوشی سے ناچتے ہوئے جنوں کے دائرے میں چلتے ہوئے واپس دربارِ عام میں پہنچ گئے۔

شہنشاہِ جنات بھی جوتا پہن کر دربار میں پہنچ چکا تھا۔ باقی سب رسم و رواج کے مطابق اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ چلوسک ملوسک اور ڈمپالو کے لیے بھی کرسیاں رکھ دی گئی تھیں۔ کیونکہ جناتی قانون کے مطابق اب وہ جنوں کے دوست بن چکے تھے۔

"کہاں ہے وزیرِاعظم۔ اُسے پیش کیا جائے۔"

شہنشاہ نے اپنے تخت پر بیٹھتے ہی بڑے کڑکدار لہجے میں کہا۔

"شہنشاہِ جنات۔ وزیرِاعظم لکڑی کے اندر چلا گیا ہے۔ اب وہ باہر اس صورت میں نکل سکتا ہے اگر اس لکڑی کو توڑا جائے۔"

ایک بوڑھے جن نے کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ تو اس طرح وزیراعظم جن نے اپنے آپ
کو مرنے سے بچا ہی لیا۔ بڑا عقلمند ہے وہ"۔
شہنشاہِ جنات نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا
اور چلوسک ملوسک نے دیکھا کہ بوڑھے جن
کی بات سنتے ہی شہزادی زرتارم اور ملکہ عالیہ
کے چہرے بھی لٹک گئے۔
"کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ لکڑی میں چلے
جانے کا کیا مطلب"۔
چلوسک نے قریب بیٹھی شہزادی زرتارم سے
مخاطب ہو کر پوچھا۔ اور شہزادی زرتارم نے اُسے
بتایا کہ جن دیوتا نے لکڑی کا ایک بڑا سا کمرہ
بنایا ہوا ہے۔ اس کی چابی جن دیوتا کے خاص
پجاریوں کے پاس ہوتی ہے۔ پہلے کالے جن کے
پاس تھی۔ اور کالے جن کے مرنے کے بعد اب
وزیراعظم اس کا جانشین بن چکا تھا۔ اس کمرے
کی خاصیت یہ ہے کہ جو اس میں جا کر دو گھنٹے
گزارے۔ اس پر موت مزید دو سو سال تک وارد

نہیں ہو سکتی۔
چنانچہ وزیراعظم جن کو جیسے ہی پتہ چلا کہ میں
شرط جیت گئی ہوں اور اب اُسے مرنا پڑے گا
تو وہ لکڑی میں چلا گیا ہے۔ اس طرح وہ موت
سے بچ گیا ہے۔ اب دو گھنٹے بعد جب وہ
باہر نکلے گا تو جناتی قانون کے مطابق وہ دو سو
سال تک نہ مر سکے گا۔
"تو کیا وہ کالا جن اس کیبن میں نہ گیا تھا۔ وہ
کیسے ہمارے ہاتھوں مر گیا"۔
چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔
"نہیں لکڑی میں جانا بیحد اذیت ناک ہوتا
ہے۔ وہ دو گھنٹے یوں گزرتے ہیں جیسے جہنم میں
گزرتے ہیں۔ اس لیے ہر جن اس میں جانے کی
ہمت نہیں کرتا"۔
شہزادی نے جواب دیا۔
"تو اس کمرے کو توڑا نہیں جا سکتا"۔
چلوسک نے پوچھا۔
"نہیں وہ جن دیوتا کی لکڑی ہے۔ اُسے کوئی
نہیں توڑ سکتا۔ اور نہ ہی اس پر آگ اثر

کرتی ہے"۔

شہزادی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ تو پھر اس وزیراعظم جن کو کیسے نکالا جا سکتا ہے"۔

ملوسک نے کہا۔

"کاش! اُسے نکالا جا سکتا تو میری شرط پوری ہو جاتی"۔

شہزادی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"چلو کوئی بات نہیں زندہ رہتا ہے تو رہنے دو تم اسے معاف کر دو"۔

چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اصل بات جانتے نہیں۔ دو گھنٹے بعد جب جن باہر نکلے گا تو چونکہ میں شرط لگا چکی تھی۔ اس لیے اب میری زندگی میں سے دو سو سال اُسے مل جائیں گے۔ دوسرے لفظوں میں میری زندگی اگر دو سو سال رہ گئی ہے تو اس کے نکلتے ہی میں مر جاؤں گی۔ اور اگر میری زندگی کے بقایا چار سو سال رہ گئے ہیں۔ تو دو سو باقی رہ جائیں گے۔

لیکن اب مجبوری ہے۔ اُسے کوئی بھی باہر نہیں نکال سکتا۔

شہزادی نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"اوہ اگر یہ بات ہے تو اُسے باہر نکلنا پڑے گا ہم اسے نکالیں گے"۔

چلوسک نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اُسے شہزادی سے ہمدردی تھی۔ جو شرط جیتنے کے باوجود اس بوڑھے وزیراعظم کی وجہ سے اپنی عمر دو سو سال کم کرا بیٹھے گی۔ اور ویسے بھی کالے جن سے مقابلے کے وقت دراصل اُسی نے ان کی مدد کی تھی۔ کہ اُسے بتا دیا تھا کہ کالے جن کی جان اس کے بالوں میں ہے۔ ورنہ وُہ تو ساری عمر لڑنے کے باوجود اس کو ہلاک نہ کر سکتے۔ یہ ایک طرح سے شہزادی کا اُن پر احسان تھا اور وہ اس احسان کا بدلہ چکانا چاہتے تھے۔

"نہیں آدم زادو اُسے اب اس لکڑی سے کوئی نہیں نکال سکتا"۔

شہنشاہ جنات نے کہا۔ وہ ان کی باتیں کافی دیر سے سن رہا تھا۔

"آپ ہمیں وہاں لے چلیں پھر دیکھیں وہ کیسے نہیں نکلتا"۔

چلوسک نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر ملکہ عالیہ کے کہنے پر شہنشاہ مان گیا۔ کیونکہ ملکہ عالیہ وزیراعظم سے بُری طرح مار کھائے ہوئے تھی۔ اور وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح اس بڈھے وزیراعظم کا خاتمہ ہو جائے۔

چنانچہ شہنشاہ اور جنوں کے ہمراہ وہ سب قلعے کے ایک اور کونے میں پہنچے۔ وہاں سُرخ رنگ کی لکڑی کا ایک چھوٹا سا کمرہ بنا ہوا تھا۔ جس کا کوئی دروازہ یا کھڑکی نہ تھی۔

"یہ ہے وہ لکڑی"۔

شہزادی نے اس کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہوں ٹھیک ہے"۔

چلوسک نے کہا۔

اور پھر اس نے جیب سے پستول نکال کر اس کا رُخ کمرے کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ پستول سے سُرخ رنگ کی شعاع نکل کر اس کمرے پر پڑی

لیکن کمرے پر اس خوفناک شعاع کا کوئی اثر نہ ہوا۔ حالانکہ یہ شعاع اتنی طاقتور تھی کہ پہاڑوں کو اڑا دیتی تھی۔ لیکن نجانے یہ کمرہ کس لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ کہ اس پر سرخ شعاع بھی بے اثر ثابت ہوئی۔

چلوسک چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ اور پھر اس نے پستول کا ایک بٹن دبا دیا۔ اب پستول سے سبز شعاع نکلنی تھی۔ جو تباہ کرنے کی بجائے صرف دھکیلتی تھی۔ اس شعاع کو انہوں نے کالے جن پر استعمال کر کے اسے زمین پر پڑے رہنے پر مجبور کیا تھا۔

چلوسک نے اس بار دوبارہ جب ٹریگر دبایا تو سبز رنگ کی شعاع کمرے پر پڑی اور کمرے کی دیوار لرز کر اندر کی طرف ذرا سی ہٹ گئی اب تو چلوسک سمجھ گیا کہ کام بن جائے گا۔

"طلوسک تم دوسری طرف سے جا کر سبز شعاع دیوار پر ڈالو میں اس طرف سے ڈالتا ہوں۔ اس طرح دونوں دیواروں اندر کی طرف دبتی چلی جائیں گی۔ اور بوڑھا جن وزیراعظم یا تو اندر پچک کر رہ

جائے گا یا پھر بوکھلا کر باہر نکلے گا۔"

چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ملوسک نے سر ہلا دیا اور پھر وہ جیب سے پستول نکالے تیزی سے کمرے کی دوسری طرف دوڑتا چلا گیا۔

"اور ڈمبالو سنو تم اس کمرے کے قریب جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ ہو سکتا ہے بوڑھا وزیراعظم صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے کوئی کھڑکی یا دروازہ کھول کر باہر کی طرف جھانکے کہ آخر دیواریں اندر کی طرف کیوں دب رہی ہیں۔ تو تم اس کی گردن پکڑ کر اُسے باہر کھینچ لینا۔"

چلوسک نے ڈمبالو کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔ اور ڈمبالو سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور دیوار کے ساتھ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

چلوسک نے اب بار بار سبز شعاع دیوار پر پھینکنا شروع کر دی۔ اور ہر بار دیوار اندر کی طرف کھسک جاتی۔ اِدھر سے ملوسک نے بھی جب یہی کام کیا تو چلوسک کی توقع کے عین مطابق کمرے کی دیوار میں ایک بڑی کھڑکی نمودار ہوئی اور اس

میں سے بوڑھے وزیراعظم نے سر باہر نکال کر جھانکا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔ مگر اس سے پہلے کہ وُہ صورتِ حال کو سمجھتا، ایک طرف کھڑے ڈمبالو نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور اس نے بوڑھے کو گردن سے پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔

اب بوڑھا جن اس کے ہاتھوں میں لٹکا ہوا کمرے سے باہر آ گیا تھا۔ اور شہزادی اور ملکہ عالیہ خوشی سے ناچنے لگیں۔

"آدم زادو تم واقعی بیحد بہادر اور عقلمند ہو تم نے اس بوڑھے کی عقلمندی کو بھی شکست دے دی"

ملکہ عالیہ نے خوشی سے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔

"اسے قتل کر دیا جائے۔ یہ شرط ہار چکا ہے۔"

اچانک شہنشاہِ جنات نے کہا۔

اور پھر اس کی بات سنتے ہی ڈمبالو نے بوڑھے کو زمین پر پھینک دیا۔ اور دو بڑی بڑی تلواریں اٹھائے ہوئے خوفناک شکلوں والے جلاد

تیزی سے بوڑھے وزیراعظم کی طرف بڑھے۔
بوڑھے وزیراعظم نے نیچے گرتے ہی چھلانگ لگائی
اور دوڑ کر واپس اس کھڑکی کی طرف جانے لگا
کہ اچانک چلوسک نے بٹن دبا کر ٹریگر دبا دیا
اس کے پستول سے اس بار سرخ رنگ کی
شعاع نکلی اور دوڑتا ہوا بوڑھا سرخ شعاع
کے پڑتے ہی فضا میں اچھلا اور پھر اس کے
حلق سے بھیانک چیخ نکلی۔ شعاع نے اس کے
بوڑھے جسم کے پرخچے اڑا دیئے تھے اور اس کا
جسم زمین پر ٹکڑوں کی صورت میں آ گرا۔ وہ
ہلاک ہو چکا تھا کیونکہ اس کی جان اس کی کمر میں تھی
سارے جن خوشی سے اُچھلنے لگے۔ وہ سب
دراصل اس بوڑھے وزیراعظم جن سے تنگ تھے۔ کیونکہ
وہ بیحد ظالم جن تھا۔ اور جناتی قانون کا بہانہ بنا
کر ان پر بے پناہ ظلم توڑتا رہتا تھا۔
چلوسک طوسک اور ڈمبالو کو متفقہ طور
پر جنوں کا دوست تسلیم کر لیا گیا۔ اور پھر
انہیں پورے اعزاز کے ساتھ شاہی محل میں رکھا
گیا۔ ان کے اعزاز میں پورے قلعے میں جشن

منایا گیا اور جنوں نے ناچ گانے پیش کیئے۔
تین روز بعد شہزادی زرنارم کی شادی ایک
نوجوان جن سے کرنے کا اعلان کر دیا گیا
کیونکہ تین روز بعد شہزادی کی عمر بیس سال
ہو چکی تھی۔ اور جناتی قانون کے مطابق جس
روز کسی جن لڑکی کی عمر کے بیس سال پورے
ہوں۔ اسی روز اس کی شادی لازماً کر دی
جاتی ہے ورنہ وہ مر جاتی ہے۔
چنانچہ شہزادی زرنارم کی شادی سپہ سالار سے
کی گئی۔ اور سپہ سالار جن کو وزیراعظم بھی
بنا دیا گیا۔
اس شادی میں خوب خوشیاں منائی گئیں۔
چار روز تک شادی کا جشن رہا۔ جس میں
چلوسک طوسک اور ڈمبالو بھی شریک رہے۔ اس
کے بعد انہوں نے واپس جانے کی اجازت
مانگی۔ شہزادی تو مان ہی نہ رہی تھی۔ لیکن اُن
کے اس وعدے پر کہ وہ پھر یہاں آئیں
گے۔ شہزادی، ملکہ عالیہ اور شہنشاہِ جنات نے
انہیں واپسی کی اجازت دے دی۔

اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی کہہ دیا گیا کہ
چونکہ اب وہ جنوں کے دوست ہیں اس لیے
اب پوری دُنیا میں موجود جن ہر موقع پر
ان کی مدد کرنے کے پابند ہیں۔ جب بھی
انہیں ضرورت ہو وہ دل میں کہہ دیا کریں
کہ کوئی جن ان کی مدد کرے تو قریب ترین
جن ان کی مدد کو پہنچ جایا کرے گا۔
چلوسک ملوسک نے شکریہ ادا کیا۔ شہنشاہِ
جنات کے حکم پر ان کی کشتی واپس کر دی گئی
اور وہ سب سے مل کر واپس سمندر میں
کشتی میں سوار ہو گئے۔ جسے سمندر میں ڈال
دیا گیا تھا۔
اس کے بعد وہ کشتی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی
چلی گئی۔ اور جب تک کنارے پر کھڑے ہوئے
جن، شہنشاہِ جنات۔ ملکہ عالیہ اور شہزادی زرتام
انہیں نظر آتے رہے وہ ہاتھ ہلاتے رہے
اور جب کشتی سمندر میں پہنچ گئی۔ اور
وہ انہیں نظر آنے بند ہو گئے تو وہ آگے
اپنے سفر پر چل نکلے۔ انہیں خوشی تھی کہ

انہوں نے نہ صرف جناتی قلعے کی سیر کر
لی ہے بلکہ وزیرِاعظم جن کے خاتمے کے
ساتھ پوری دُنیا کے جنوں کو بھی اپنا دوست
بنا لیا ہے۔ جو یقیناً ہر مشکل موقع پر ان
کی مدد کریں گے۔ کیونکہ اتنا تو وہ جانتے
تھے کہ جن وہ کام آسانی سے کر لیتے ہیں
جو انسان نہیں کر سکتے۔ اور یہ ان کی بہت
بڑی کامیابی تھی۔

ختم شد

WWW.PAKSOCIETY.COM
بچوں کے لئے انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز کہانی
عیّار جادوگر
مُصنف:۔ مظہر کلیم ایم اے
۔ ملک یمن کا شہزادہ جسے غلام بنا کر ایک تاجر کے پاس فروخت کر دیا گیا۔
۔ دنیا کا عیار ترین جادوگر بدروح جادوگر، ملک کالام کی شہزادی بہار کو اغوا کر کے لے گیا۔
۔ شہزادہ اسفندیار اپنے ساتھیوں سمیت شہزادی بہار کو چھڑانے کے لئے بدروح جادوگر کے مقابلے پر اتر آیا۔
۔ جنات کا بادشاہ ایک چوہے کے روپ میں شہزادہ اسفندیار کی مدد کو پہنچ گیا۔
۔ عیار جادوگر جس کی جادو کی صلاحیتیں ایک بندر کے مجسمے میں چھپی ہوئی تھیں اور بندر کے اس مجسمے تک پہنچنے کیلئے عیار جادوگر کا دانت توڑنا ضروری تھا۔
۔ شہزادہ اسفندیار اور بدروح جادوگر کے درمیان خوفناک مقابلہ۔
۔ عیار جادوگر نے اپنی عیاری سے اسفندیار پر قابو پالیا اور پھر شہزادہ اسفندیار کو آسمان کی بلندیوں سے نیچے گرا دیا ۔۔۔ کیا اسفندیار ہلاک ہو گیا؟
۔ کیا شہزادہ اسفندیار شہزادی بہار کو چھڑانے میں کامیاب ہو گیا ۔۔۔؟
یوسف برادرز پاک گیٹ مُلتان
بچوں کے لئے انتہائی دلچسپ سبق آموز کہانی
ھرکولیس موت کی وادی میں
مصنف:۔ اظہر قریشی
۔ ہرکولیس ۔۔۔ جو شیر سے زیادہ طاقتور ۔۔۔ چیتے سے زیادہ پھرتیلا ۔۔۔ ہاتھی سے زیادہ مضبوط ۔۔۔ اور تلوار چلانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔
۔ اہل یونان اسے "طاقت کا دیوتا" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔
۔ ریاست "ڈیمیا" جس میں ہر روز اچانک کسی مکان کو آگ لگ جاتی ۔۔۔ وہاں ایسا خوف و ہراس پھیلا کہ لوگ گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔
۔ ہرکولیس کو ڈیمیا بلایا گیا کہ وہ ڈیمیا والوں کو اس مصیبت سے نجات دلائے لیکن وہ حیران تھا کہ ایک ان دیکھی طاقت سے کیسے مقابلہ کریگا؟
۔ ہرکولیس کا جنگلی ریچھ اور دوسرے درندوں سے زبردست مقابلہ۔
۔ شہزادی شمیلا کے گم ہونے پر ہرکولیس کو قید کر دیا گیا۔
۔ ہرکولیس ایک آتشی پرندے کا تعاقب کرتا ہوا ایک ایسے علاقے میں جا پہنچا جس کی ہر چیز عجیب اور انوکھی تھی۔
۔ ایک انوکھی، انتہائی دلچسپ اور بہادری کے کارناموں سے بھرپور کہانی۔
یوسف برادرز پبلشرز بکسیلرز پاک گیٹ ملتان
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY